

El 800

صحیح رد الالباب

اے جناب ناظر برائے خدا پیسے صحت اغلاط مندرجہ ذیل زحمت او شاکر درست فرمائیے اور اس کاغذ کو دور کیجیے تب ملاحظہ کتاب کا شروع فرمائیے۔

| صفحہ | صفحہ | صفحہ | صفحہ | صفحہ | صفحہ |
|------|------|-----------------|-----------------|------|------|
| ۲ | ۴ | معلوم ہوتا ہے | معلوم ہوتا ہے | ۱۵ | ۲۰ |
| ۳ | ۱۰ | کی ہوگی | کی ہوگی | ۱۶ | ۶ |
| ۴ | ۱۲ | موقوفہ علیہ | موقوفہ علیہ | ۱۷ | ۷ |
| ۵ | ۱۴ | زیادے | زیادے | ۱۸ | ۹ |
| ۶ | ۱۵ | البتہ اہل بیت | البتہ اہل بیت | ۱۹ | ۱۱ |
| ۷ | ۱۶ | جانب سے نمون | جانب سے نمون | ۲۰ | ۱۲ |
| ۸ | ۱۷ | بزرگیوں کے لائق | بزرگیوں کے لائق | ۲۱ | ۸ |
| ۹ | ۱۸ | فہرست | فہرست | ۲۲ | ۱ |
| ۱۰ | ۱۹ | اے | اے | ۲۳ | ۱۵ |
| ۱۱ | ۲۰ | تدری | تدری | ۲۴ | ۲۱ |
| ۱۲ | ۲۱ | اون آیات پر | اون آیات پر | ۲۵ | ۱ |
| ۱۳ | ۲۲ | صریح ہے | صریح ہے | ۲۶ | ۴ |
| ۱۴ | ۲۳ | یہ مرگ | یہ مرگ | ۲۷ | ۱۴ |
| ۱۵ | ۲۴ | تائید | تائید | ۲۸ | ۵ |
| ۱۶ | ۲۵ | مراعات | مراعات | ۲۹ | ۲ |
| ۱۷ | ۲۶ | کی فعال | کی فعال | ۳۰ | ۷ |
| ۱۸ | ۲۷ | اور جس | اور جس | ۳۱ | ۱۳ |
| ۱۹ | ۲۸ | مختلف | مختلف | ۳۲ | ۱۵ |
| ۲۰ | ۲۹ | تیرا نمون | تیرا نمون | ۳۳ | ۱۵ |

| نمبر | صفحہ | نمبر | صفحہ | نمبر | صفحہ | نمبر | صفحہ |
|------|------|------|------|----------------|----------------|----------------------------|----------------------------|
| ۲۹ | ۱۶ | ۲۹ | ۱۶ | توبہ پہلی | توبہ پہلی | اور بدل لادو گناہوں | اور بدل لادو گناہوں |
| " | ۲۰ | " | ۲۰ | اونہین گناہ | اونہین گناہ | لوگوں کے گناہوں اور گناہوں | لوگوں کے گناہوں اور گناہوں |
| ۳۰ | ۱ | ۳۰ | ۱ | کتنے اور | کتنے اور | بگڑاؤ گناہوں اور گناہوں | بگڑاؤ گناہوں اور گناہوں |
| ۳۱ | ۲ | ۳۱ | ۲ | چرے حضرت | چرے حضرت | سب چیزوں کا درجہ گناہ | سب چیزوں کا درجہ گناہ |
| " | ۵ | " | ۵ | یہی ہی سی | یہی ہی سی | نہدو گناہوں اور گناہوں کی | نہدو گناہوں اور گناہوں کی |
| " | ۱۵ | " | ۱۵ | دلی | دلی | تواؤ کی مدد کی اور گناہوں | تواؤ کی مدد کی اور گناہوں |
| ۳۲ | ۱۵ | ۳۲ | ۱۵ | کہ دوی دوی | کہ دوی دوی | تسکین حق تسکین کیا | تسکین حق تسکین کیا |
| ۳۳ | ۲۱ | ۳۳ | ۲۱ | پہلی روایت | پہلی روایت | تسکین | تسکین |
| | | | | کی روایت | کی روایت | یقین ہوئے | یقین ہوئے |
| ۳۵ | ۴ | ۳۵ | ۴ | نیکیا نکر | نیکیا نکر | حق رفاقت | حق رفاقت |
| ۳۶ | ۵ | ۳۶ | ۵ | باشد اعلى | باشد اعلى | کا اتفاق | کا اتفاق |
| " | ۲۰ | " | ۲۰ | اوپر کب ای | اوپر کب ای | اوسکا ساتھی | اوسکا ساتھی |
| ۳۹ | ۱۲ | ۳۹ | ۱۲ | کافی المشکوة | کافی المشکوة | مال غضب | مال غضب |
| " | ۱۳ | " | ۱۳ | بمفاد | بمفاد | قرآن دال | قرآن دال |
| | ۱۴ | | ۱۴ | مروانہ دوا | مروانہ دوا | خلافت ہی | خلافت ہی |
| | ۱۸ | | ۱۸ | کافی الملل | کافی الملل | جناب یہ | جناب یہ |
| ۴۱ | ۱۶ | ۴۱ | ۱۶ | قطعی جنتی | قطعی جنتی | پرووی کر گئے | پرووی کر گئے |
| | ۱۷ | | ۱۷ | اور حبارت | اور حبارت | ضرورت ہی | ضرورت ہی |
| ۴۲ | ۴ | ۴۲ | ۴ | ہو سکتی ہی | ہو سکتی ہی | یہ قشام | یہ قشام |
| " | ۹ | " | ۹ | عیسانی | عیسانی | ابوالقدا | ابوالقدا |
| ۴۵ | ۲۱ | ۴۵ | ۲۱ | سے اس واسطے | سے اس واسطے | بن ابنت | بن ابنت |
| ۴۶ | ۳ | ۴۶ | ۳ | اگر | اگر | جیب بنے | جیب بنے |
| ۴۸ | | ۴۸ | | اگر نہ مٹو گئے | اگر نہ مٹو گئے | سناج استمین | سناج استمین |
| | | | | دکھ کی مار | دکھ کی مار | ضغفہ | ضغفہ |

| نمبر | صفحہ | صفحہ | صفحہ | صفحہ | صفحہ | صفحہ | صفحہ |
|------|------|------------|---------------|------|---------|-----------------|-----------------|
| | ۲۱ | تھا کہ جہا | تھا کہ جہا تک | ۹۰ | ۱۱ | ابو بکر نذر | ابو بکر نذر |
| ۸۶ | ۱۵ | سوئی ہے | سوز و فتنہ ہے | ۷ | ۱۵ و ۱۳ | نام کسوم | بام کسوم |
| ۸۷ | ۱۰ | یہ شد و مد | شد و مد | ۷ | ۱۹ | اور سے | اور ہی |
| ۷ | ۲۰ | قصیدہ | خطبہ | ۹۱ | ۱۵ | قرض ہے | قرض ہی |
| ۷ | ۲۱ | کر کے فلاں | کر کے فلاں | ۷ | ۲۱ | اور سے من | اور مانتے ہیں |
| ۸۸ | ۱ | در خود | اور خود | ۹۲ | ۱۶ | اور او کو | اور نہ او کو |
| ۸۹ | ۱۱ | نشانی | لسانی | ۹۳ | ۱۳ | اچی ہیں اچی ہیں | اچی ہیں اچی ہیں |

ہمتا

افسوس ہے کہ یہ رسالہ مختصر اس قدر غلط چھپا کہ ناظرین انصاف آگین کو تکلیف ہوگی
مگر حقیقت جہاں بعد ترقی صحت نامہ کے بھی غلطی اٹھایا انشا پائی جاے وہ کاتبوں کی
ہے نہ کہ مصنف عالی مقام کی۔

لِكُلِّ حَسَنَةٍ لِّكُلِّ سَيِّئَةٍ لِّكُلِّ أَجَلٍ لِّكُلِّ قَوْلٍ

جناب مولوی سید محمد علی علیخان صاحب بھادر کی
فیصلہ اخلاق مذہب اہل سنت کی ابطال میں

پنج شمس رسالہ موسومہ بہ
فلا در زبیر

ردالابالسة المفسر بولہم لا بالثبوت
وجایب دعوی متنع الجواب بوضع الدلائل

مؤلفہ
سید غلام حیدر خان صاحب بھادر ابن المرحوم
مولوی سید محمد خان بھادر نقوی الجایسی

مطبع شمس علیہ السلام علیہ السلام
در باب اٹھارہ ہجرت سید حلیہ پور

۲
۱۹۶۲
تقریض جعفری
۷۷۷

JUNG F
(Oriental)
URDU PRINT
Access ۷۷۷
Subject

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلياً اما بعد ظاہر ہے کہ ہر عاقل کے فعل کا کچھ نتیجہ ہوتا ہے اور جس فعل سے
کچھ نتیجہ نہیں پیدا ہوتا ہے وہ فعل عبث کہلاتا ہے اور فاعل اس کا کچھ عاقل شمار نہیں
ہوتا ہے اس وجہ سے جب ہم مولوی سید محمد یحییٰ ان صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر مرزا
کی عقل سلیم اور فہم و فراست کو دیکھ کر اونکو مولف آیات بنیات کا پاتے ہیں تو ہم کو
نہایت تعجب ہوتا ہے کہ ایسے عقلمند نے کیوں ایسی کتاب کے لکھنے کا ارادہ کیا تھا
کہ جس سے کسی قسم کا فائدہ نہیں معلوم ہوتا ہے اور نہایت بے حیرت ہوتی ہے کہ
اونہوں نے اس نادر و قیمتی وقت کو جو اپنے منصبی و قیق کاموں کے سر انجام کے بعد
بچا یا تھا اسکو تہذیب و اخلاق کے پرچوں کی تحریر کے سوا کیوں ایسی کتاب کے لکھنے
میں صرف کیا جسکا لکھا جانا نہ لکھنے کے برابر ہے افسوس کر کے ہکو خاموش ہو رہتا ہے
مناسب نہیں معلوم ہوتا بلکہ غور کرنا لازم ہے کہ ایسے عقیل و فہیم شخص نے کیوں ایسی
کتاب کے تالیف کے وقت جسکی کچھ ضرورت نہ تھی اور شائے۔ مولوی صاحب نے

اپنے اہلام میں جو کتاب کے سرورق پر ہے وجہ تالیف یہ ارقام فرمائی کہ ایسے ایک
 کتاب وہ تالیف فرماتے ہیں کہ جس میں فریقین کے دلائل تفصیل کے ساتھ ہر بحث میں بیا
 کے جائیں تا دیکھنے والے کو کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے اور انصاف کر نیکام موقع
 مل جائے سو یہ خبر سے بخیر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص یا مذہب کسی مذہب کا اپنے منصب کو
 بظرف کر کے اپنے مخالف کے بیان کو صحیح صحیح اپنے مقابلہ میں قائم کرے اور دوسرے کو
 موقع انصاف گرنیکا دے۔ ماشا اللہ مولوی صاحب خود حاکم اور منصف ہیں اور
 صد ہا مقدمات ان کے رد پر پیش ہوئے اور فیصلہ ہوئے ہونگے اور انہوں نے
 کسی کسی مقدمہ میں نہ پایا ہو گا کہ فریقین مقدمہ نے ایک دوسرے کے مطالب کو صحیح
 طور سے بیان کیا ہو مگر اہل و نہونے ان کے طرز تقریر سے نفس معاملہ کو دریافت کر کے جب خود
 رد و قدر کے ہو کے اور سوالات جرح پر کمر باندھ کے مویشگافی کی ہوگی تب ہی حقیقت
 مقدمہ کے سمجھی ہوگی پس اس طرح جب تک مولوی صاحب کے لکھنے وقت کوئی جرح
 کر نیوالا نہ ہوتا ہر طرح من مانی تحریر کا مولوی صاحب اختیار کرتا تھا ہے کہ باوجود
 ایسے وسیع اختیار کے مولوی صاحب نے اپنے کتاب کا نام متنوع الجواب بھی رکھا ہے۔
 مولوی صاحب مدد علیخان صاحب بہادر نے چونکہ اپنا مذہب آباے ترک کر کے اپنے
 استاد کا مذہب اختیار کیا ہے اور موافق اس مثل کے کہ نیا ترک پہلے گائے کو داتا
 مولوی صاحب نے جب آنکھیں کھول کے مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی
 حیدر علی صاحب کے کتابوں کو دیکھا اور مضامین مطالب دیکھے لایق فہم عوام کے نہ بے
 توازن ہونے چاہا کہ ایسے زبان میں جسکو سمنڈے اونچا پا کجاہ اور سامنے گریبان
 کے کرتے کے پننے والے گٹر بڑے ڈار ہے رکھانے والے اور غیبیہ الخافین اور آثار
 معشر اور صبح کا ستارہ پڑھ کہ مولوی کھانے والے مطالب کو سمجھ لیں اور اپنی کچھ نہی
 بر قوت حاصل کر کے مسجد وغیرہ کے ذریعہ سے دور وٹی اور ماش کی دال کا پیالہ

بہم پہنچا سکین اس کتاب کو اور تمام فرمایا تو شاید ایسا ہو۔ اگر یہ گمان کیا جائے کہ جناب
 مولوی صاحب نے اس سب سے اس کتاب کو لکھا ہے کہ اون کے رشتہ دار شیعہ بوجہ
 تبدیل مذہب کے اون سے چھیر چار کیا کرتے تھے وہ باز رہیں اور خود بھی اس کتاب کے
 ملاحظہ کے بعد سنی ہو جائیں تو ایسا گمان بھی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ جو مولوی صاحب کے
 بھائی بند شیعہ ہونگے وہ تو مولوی صاحب کو ویسا ہی بھائی بلا تشبیہ سمجھتے ہونگے
 جیسے حضرت اہل کے قابل تھے یا ویسا بھائی سمجھتے ہونگے جسکو باب سزاؤ اللہ
 بوجہ بیدینی کے عاق کر دیتا ہے اور عاق شدہ کے اقوال داہی تباہی و فرخوت
 خیال کر کے کان نہیں دیتے۔ اگر خیال کیا جائے کہ واسطے ہدایت حضرات امامیہ
 کے عموماً یہ کتاب جسکو جناب مولوی سید محمد یعلینا نصاب نے لا جواب سوچ
 رکھی ہے تالیف کی گئی سو وہ بھی غلط اس لئے کہ کوئی امر اس کتاب میں ایسا نہیں پایا
 جاتا جسکا جواب شیعوں نے نہیں یا دینی کو باقی ہے مگر ان ایک طریقہ جداگانہ جو
 مولوی صاحب نے اس کتاب کے لکھنے میں اختیار کیا ہے وہ نیا ہی ہائے ہائے افسوس
 صد افسوس کہہ کہہ کر کچھ لکھنا اور بطور رجوع طبع کے الفاظ مودب کے ساتھ قبلہ کہہ
 کہہ کہہ کر گالیان دینا سودا فنی اور سین جناب مولوی صاحب کا حصہ تھا۔ جو باتیں اس
 کتاب میں ہیں صرف یہ ہیں صفحہ ۲۸ تک دلائل عقلی اور صفحہ ۹ سے ۳۱ تک شواہد نقلی
 اور آیات قرآن مجید صیابہ کے فضیلت میں لکھے ہیں اور صفحہ ۳۲ سے ۴۰ تک خلیفہ
 ادل کے کہ جنکو مولوی صاحب صدیق اکبر تصور فرماتے ہیں فضائل کے آیات اور اقوال
 اور ائمہ علیہم السلام کے وہ ارشاد جنکو اپنے زعم میں اسوجہ سے کہ علماء شیعہ کے
 اقوال کا مطلب بطور صحیح مولوی صاحب کے سچے مبارک میں نہیں آیا تا مولوی صاحب نے
 واقعی آئیہ کا ارشاد سچہ کر نقل فرمایا ہے اور اس کے بعد مولوی صاحب کا خود اپنا فیصلہ
 ہے اور ہر صفحہ ۱۲۶ تک خلیفہ ثانی کے جنکو معزز اور مستحق مولوی سید محمد یعلینا نصاب

فاروق اعظم سمجھتے ہیں بلکہ ہے اور اسی ضمن میں آخر کتاب تک خلیفہ ثانی کی نوین
 فضیلت اس سے بھی ثابت کرنے چاہے ہے کہ وہ حضرت کلثوم بنت قلمہ صلوٰۃ
 اللہ علیہا کے شوہر اور جناب میر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے داماد تھے
 مگر یہ بحث ناممکن ہے۔ مولوی صاحب نے بہت سارے واسطے دیے ہیں کہ ائمہ علیہ السلام
 کے اقوال و افعال سے شیخین کے فضائل ثابت کریں اور امام برحق ظاہر کریں مگر
 باوجود انہما ہتمام مولوی صاحب کا وہ مطلب حاصل نہیں ہے بلکہ غور کرنے سے کوئی
 بھی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو مولوی صاحب کے ایک طرف انکار سے نکلے ہو یا کوئی
 ثبوت جدید صداقت شیخین میں خلاف اپنے اسلاف کے مولوی صاحب نے پیدا کیا ہو
 ہائے اور نرم نرم باتیں کرنا البتہ اہلبیت کی دلیل اور تہذیب اور شایستگی
 کی سند ہے مگر کیا جب کوئی یزیدی کسی مسلمان سے کہے کہ بائی مجھے بڑا رنج سے
 ہائے افسوس ہزار افسوس امام حسین نے کیوں بیعت یزید کی نہ کی جو خلیفہ برحق تھا
 افسوس ہزار افسوس امام حسین کے پیروں پر جو آنکھیں کھول کر نہیں دیکھتے اور دیدہ
 انصاف کو بند کرتے ہیں اور باوجود صریح وصاف ہو نیکی نہیں مانے کہ حسن
 ابن علیؑ نے تو حضرت معاویہ سے صلح کر لی تھی اور دعویٰ خلافت سے ہاتھ دھوا
 تھا اور اس وجہ سے حضرت معاویہ خلیفہ برحق اور رسول اللہ کے جانشین مطلق
 ہو چکی تھی اور چونکہ امام حسن علیہ السلام نے اونکی بیعت کر لی تھی اور وہ ائمہ کرام
 سے تھے تو ہر کون شیعہ اونکے فضیلت میں باقی رہا تھا اور ہر جب اونکی عمر تمام
 ہوئی اور یکاے اونکے نعوذ باللہ حضرت یزید جو معاویہ اللہ حضرت معاویہ کے حکم
 الولد سر لائے وہی اور ولی عہد بھی تھے باجماع امت خلیفہ اور امیر المومنین ہوئے
 تو وہ بھی تو بہ تو بہ مانند صدیق اکبر و فاروق اعظم کے خلیفہ برحق تھے اور خلیفہ برحق
 سے بغاوت کرنا گناہ ہے پر باوجود اس کے حسینؑ نے جو پناہ بخدا امیر المومنین

نیرید سے بغاوت کی تو اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری اور یہ کہ مکہ حضرت امام حسین علیہ السلام
 کی تباہی اور بربادی اور اونکے اہلبیت کی رسوائی پر شوشے بھی بہائے تو کیا کوئی
 مسلمان راضی ہو گا یا قبول کر لگا ہرگز نہیں اور یہ نیرید کے نسبت وہ ہے نیریدی
 یہ بھی کہے کہ واہ کیا ہے نیرید رحیم اور فیاض تھا کہ باوجود بغاوت امام حسینؑ
 کے پھر عزت و تکریم سے اونکی اہلبیت کو مدینہ کو بھجوا دیا اور اپنے دعوے کے
 سرسبزی کے واسطے ادھر ادھر کے کسی مرغیہ سے یا کسی کتاب مصائب سے ایسے
 مضامین چنات لے جیسے ہندہ زوجہ نیرید قید خانہ میں اہلبیت حضرت سید الشہدا
 علیہ السلام کی خدمت میں راضی ہوئے اور صدق دلالت اور خلوص نیت سے روئے
 اور اپنی فرمانبرداری کی کلمے بیان کہے یا نیرید نے جو ہندہ سے حسنائے بکے بانیس
 حضرت امام حسینؑ بارہ مین کہا سنا اور یہ اس مضامین کو بیان کر کے یہ ثابت کرنا چاہا
 کہ نیرید کے فضائل کے علماء شیعہ بھی قائل ہیں اور حضرت زین العابدینؑ نے بچے
 نیرید کی خوبی بیان فرمائی ہے تو سارے مسلمانوں پر وہ حجت ہوگی کہی نہیں پس مولوی
 محمد یحییٰ ان صاحب بہادر کے پاس ہے کون شیعہ پسند کر لگا اور شیعہ کے جوابات
 اور عذرات پر اپنے خیال کے موافق جو جناب مولوی صاحب نے اضا فائدہ نفعین کی
 کتاب میں آئیگی اصل امر یہ ہے کہ شیعہ دوستی و دو نوباب نبوت میں شفق ہیں اور جناب
 رسولی حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو پیغمبر جانتے ہیں اور مانتے ہیں اور بعد اؤ کے شیعہ قائل
 امامت بارہ اماموں کے ہیں اور انکو معصوم سمجھتے ہیں اور اونکی امامت منجانب حقتعالیٰ
 یقین کرتے ہیں اور حضرات اہلسنت قائل امامت نہیں ہیں اور انکو معصوم نہیں جانتے
 مگر صرف محفوظ اور بعد رسولی صلعم کے ابو بکر کو خلیفہ اول اور عمر کو خلیفہ ثانی اور
 عثمان کو خلیفہ ثالث سمجھتے ہیں اور بعد ان کے مثل انہیں کے حضرت علی علیہ السلام
 کو چوتھا خلیفہ قرار دیتے ہیں مگر اس خلافت اور امامت کو منجانب حقتعالیٰ نہیں جانتے

بلکہ سب جانب خلق کے اور جب یہ سب تو پھر شیخین کی فضیلت اور ان کی بزرگی ثابت
 کرنے میں اور منکرین سے کبر باندہ نے لڑنے میں فائدہ ہی کیا اور جیکہ مولوی صاحب
 عقیدہ یہاں تک ہے کہ جلال اللہ اس کے وہ نجات پایگا اور بہشت میں داخل ہوگا تو
 اس میں بحث اور تہد قبال کا سبب نہیں ہے ہر گاہ نبوت تک کے اعتقاد کے ضرورت
 نہیں اور جب بنیام المہدی بنیام کے شہادت کی نجات اور بخشش کے
 لئے حاجت بنان تو پھر شیخین کی یہ سب سے کوئی فائدہ نہ غیر تو سل سے نقصان جواؤ
 اچھا جائے مانا اور نہ ہی بنیام اور گائے یا قصیدہ لکھے اور شد و مد سے الائی
 مان اگر حضرت خدا کی بزرگی سے یہ مطلب ہے کہ چاہو وہ اور آئمہ اثنا عشر
 علیہم السلام حق تعالیٰ کے جانہ سے ہوں تو بھی خلفاء راشدین یعنی صدیق اور
 فاروق اور زئی النورین آئمہ اثنا عشر سے اچھے سمجھے جائیں تو یوں ہی سے مولوی
 ایسا ہی تو سمجھے ہوئے ہیں جس سے ان کے شیخین اور آئمہ تصنیف اور تالیف کی قوت
 کیوں اور ایسے دعوے کی کہ یہ مقتع الجواہر بنیام کی کیا ضرورت - خیر
 اگر یہ دعویٰ ہے کہ یہ کتاب ہے تو بنیام شیعہ کو خواہ مخواہ سمجھ اس
 دے نہ مانے اور نہ مانے کہ بنیام شیعہ کی یہ کتاب لکھ والہ بنیام و خدا کو
 بہتر معلوم ہے کہ کیا کیا وہ فرما دیں بنیام شیعہ کی کتاب تو نام نہاد
 کئے دیتا ہوں جن آیات اور ماہیات اور ارشاد آئمہ معصومین علیہم السلام کو
 جناب مولوی صاحب عموماً بنیام و ماجرین اور انصار کی مدح میں آرائے ہوئے
 دعوے کیا ہے اول سب کو بلار و زندقہ نوخی شیعہ تسلیم کر لیں اور مولوی صاحب
 حریف بھرت متفق ہو جائیں تو یہ فائدہ ہوگا اور یہ کہین کہ جناب مولوی صاحب جو
 کہ حق تعالیٰ نے یہ آیات بنیام و ماجرین و انصار کی شان میں نازل فرمائیں
 یا جو احادیث جناب سولہ اللہ نے انہی طرح میں ارشاد کیں و سوقت وہ بالضرور

اوسکیستحق تھے اور بلا شک و شبہ دون مہاجرین اور انصار سے جو دربر و رسول اللہ
 کے اس دارمیں سے گزر گئے یا جو بعد رسول اللہ کے احکام رسول اللہ پر صدق دل
 اور خلوص نیت سے قائم رہے انہیں زیگیوں نے لایق ہیں جنکو اللہ تعالیٰ یا پیغمبر صلعم
 نے فرمائیں تین اور باقیوں کو آیات اور احادیث مستدلہ سے ملو یہ صاحب سے محروم کریں
 اور ان حدیثوں میں داخل کریں جو صحیح بخاری میں کہ جہور اہلسنت کے نزدیک افضل
 ترین کتاب بعد کتاب جناب باری ہے موجود ہیں تب کیا ہوگا حدیث اول الخرج
 الشَّحْنَانِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرُكُلٌ عَلَى الْحَوْصِ
 وَلَيْزِمُنِي رَجُلَانِ شَرٌّ مَعِيَ إِذَا هَوَيْتُ إِلَيْهِمَا لَأَنَا وَلَهُمَا أَنْ يَخْتَلِمَا أَوْفِي فَأَقُولُ إِنَّ رَبِّي
 أَصْحَابِي فَيَقُولُ أَيْمَنُ لَأَنْدَرِي مَا أَهْدُوهُ بَعْدَكَ فَأَقُولُ سَحَقَا سَحَقًا لَيْزِمُنِي بَدَلُ بَدَلِي
 نقل کیا ہے بخاری و مسلم نے ابن مسعود سے کہا اوسنے کہ کہا رسول اللہ نے کہ میں نے جان بولا
 ہونگا مت سے حوض کوثر پر اور ہر آئینہ بلند کئے جائینگے طرف میرے کسی شخص تو لوگوں سے
 یہاں تک کہ جب چاہوں گا میں کہ اوکو عطا کروں میں دیکھو سنا دے جائینگے اور باز
 رکھے جائینگے وہ لوگ نزدیک سے میرے پس جواب یا جاسیگا کہ تو سنیں جانتا اوس
 چیز کو کہ احداث کیا انہوں نے بعد تیرے پس کونگامین کہ دوری ہو واسطے اوس
 شخص کی تبدیل کیا اوسنے بعد میرے حدیث ثانی و فی آخری سلم عن ابی حُریرۃ
 قَالَ تَرَدُّدُنِي عَلَى الْحَوْصِ وَأَنَا أَرُودُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَرُودُ الرَّجُلُ ابِلَ الرَّجُلِ عَنْ أَلِيهِ
 قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَةٌ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرُدُّونَ عَلَيَّ عَرَا لِحُلُمِ بْنِ
 أَنَا وَالْحَوْصُ وَلَيْزِمُنِي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ فَلَا يَصْلُوْنَ كَالِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ اصْحَابِي فَيَقْبَلُهُ نَاكُ فَيَقُولُ
 أَهْلُ نَدْرِي مَا أَهْدُوهُ بَعْدَكَ أَوْ دَرَسُوا سَيِّئِينَ سلم نے ابی ہریرہ سے بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ نے
 کہ وار د ہوگی امت میری حوض کوثر پر اور میں باز رکھوں گا انہوں کو حوض سے
 جس طرح جدا کرتا ہے آدمی دوسرے کے اونٹ کو اپنے اونٹ سے کہا لوگوں نے

کہ آپ ہکو پہچانیگے فرمایا حضرت نے کہ ہاں واسطے تمہارے علامت ہوگی کہ نبوی
 وہ علامت واسطے غیر تمہارے کے کہ داروہو گے تم میرے پاس حالیکہ روشن
 ہونگے اعضاء وضو تمہارے آثار وضو سے اور ہر آئینہ باز رکھے جاوینگے مجھے
 ایک گروہ تم میں سے پس پوچھیں گے وہ لوگ طرف میرے پس کونگا پر دروگار
 میرے یہ اصحاب ہیں یہ اصحاب ہیں میرے پس جواب یگا ایک ملائک میں سے
 پس کیگا وہ ملک آپ نہیں جلتے ہیں کہ کیا احداث کیا اون لوگوں کے بعد آپ کے
 حدیث ثالثہ فی اخریٰ لہما عن حدیثہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لیردن علی حوضی اقوامٌ فیتنجدون فاقول اصحابی فیقال تنکلا تدری ما احداثوا بعدک
 اور دوسری روایت میں بخاری اور مسلم نے حذیقہ سے روایت کیا ہے کہ کہا حذیفہ
 نے کہ فرمایا رسول خدا نے ہر آئینہ داروہو گے حوض پر سری کئی قوم پس تہاڑے جاوینگے
 اور باز رکھے جائینگے پس کونگا کہ یہ اصحاب میرے ہیں پس جواب دیا جائیگا تو نہیں
 جانتا اس چیز کو کہ احداث کیا اون لوگوں کے بعد تیرے۔ اے سبحان اللہ
 باوجود اسکے کہ جن صحابہ نے بعد رسول خدا کے نا حایا افعال کئے اونکے بھی آثار وضو
 سے اعضاء وضو وہاں تک چمکتے دیکتے ہونگے کہ خیر سے اچون کی برابری کرتے
 ہوئے حوض کوثر پر بھی زندہ رہتے پوچھینگے اور وہاں تک بزرگی میں برے ہوئے
 وٹ جائینگے اور اپنے کروت پر لپٹیاں ہو کر یہ بھی پڑے رہے ہونگے کہ جسنے
 بیعت تحت الشجر کی ہے اونے ہمیشہ کے واسطے خدا راضی ہوا اور بہشت اوپر
 ہمیشہ کے لئے سلح ہوئی اور جناب رسول خدا کو بھی دہو کا دینگے کہ وہ حضرت
 اصحابی فرمادینگے لیکن جب منہ کی کمانینگے اور فرشتہ نکال نکال باہر کرے گا اور حضرت
 رسول خدا کو بھی وہی جواب ملے گا جو حضرت نوح کو دینا ہوا کی بابت ملا تھا
 کہ یہ تمہارے اہل سے نہیں تو حضرت رسول خدا بھی بیزار ہونگے جل جلالہ جل کمالہ

لازم باین علم و عیب پستی خداوند عالم۔ خداوند افضلیہ ہیں ان خلائق سے محفوظ رکھے۔ مگر
 محمد یحییٰ صاحب سے بعید نہیں کہ وہ ہماری کی انادیت سے بھی موافق اپنی تقریر
 مندرجہ صفحہ ۵۷ تازیبا لاخلاق کیو ریح اذانی ۹۱ کے کزیر کریں مگر وہ گریز
 بھی بکا آمدنوگا اور یون سی اوان حاصل یا ست اور اما ویت کو بھی جنگی نسبت جناب
 مولوی صاحب نے دعوے کیا ہے کہ حاصل انی ص: ان صاحب ثلثہ میں دار دین میں
 آئینہ شاعرین فضائل پر سوسویدار خلافت حضرت خیر لدشہ ۱۰۰ در تدرج
 مان لین تو اونکا کیا نقصان ہوگا اور اون آیا۔ حیت سے کس طرح ثابت ہوگا
 کہ اون صاحبونکا خاتمہ یان پر ہوا سوا سیکہ بقول خود مولوی صاحب کے اصحاب ثلثہ
 نہ حصوم ہیں نہ۔ فوفلہ آیت تطہیر میں دال تھی اور ذنب و عصیان اولتہ حملی بدقوع
 تھا اور جب اسکے سوا یہ حایت صریح ہی موجود ہیں۔ حدیث دوم و آخر جہ النجار
 عن المسیب بن رافع قال لقیۃ البراء بن عازب نقلت لہو جے لک صحبت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم و بایۃ تحت الشجرۃ فقال یا بنی انک تدری احد ثلثنا بعدہ
 نقل کیا ہے مسیب نے ابن رافع سے کہا اوسنے کہ ماقات کی سینے برا ازہ عاذب سے
 اس کہا سینے خوشحال تر تو اصحاب سونہام ہے اور تو نے بہت کی رسالت کتاب کے
 نیچے درخت کے پس کہا اوسنے کہ یا بنی انی تو جانتا نہیں دس چیز کو جو احداث کیا
 ہنئے جدا دس حضرت کے اگر بخاری اور مسلم کی تلاش میں وقت ہو تو کوئی عام فہم
 آدمی آسانی سے شیخ عبدالحق صاحب جو محدث دہلوی مشہور و معروف ہیں اور جنکو
 بزرگی مسلم اور قبول ہے اونکی کتاب جزبہ القلوب کے ترجمہ۔ جو مولوی شاہ
 عبدالحق ابن سید شاہ غلام رسول بریلوی نے کیا ہے اور بطور۔ لکھنؤ میں
 ناچیا ہے یہ عبارت ثرہانی۔ صفحہ ۱۰۶ اور یہ۔ یہ آیا ہے کہ
 علیہ السلام تبع آوہ بن تشریف لاسے۔ تین مرتبہ۔ یا السلام یا اہل القبو

اور بھی فرمایا آرام سے رہو اسے جہان سے گزرنے والو چوٹ گئے تم اوں بلاؤں
 اور فتوے جو تمہاری بعد آنے والے ہیں بعد اسکے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
 متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ لوگ یعنی اس جہان سے گزرے ہوئے تھے بہتہ ہیں صحابہ نے عرض
 کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہیں جیسا یہ ایمان لائے ہم بھی ایمان لائے ہیں
 اور جیسا ان لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا مال صرف کیا ہم بھی اللہ کی راہ میں اپنا مال
 صرف کرتے ہیں اور جیسا یہ لوگ اس جہان سے گزر چکے ہیں ہم بھی اس جہان سے گزر
 چکے ہیں پھر ان لوگوں کو ہم پر زیادتی کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس جہان سے
 گزر گئے اور اپنے اعمال حسنہ کے اجر سے کچھ دنیا میں متمتع نہیں ہوئی اور نہیں ملنا ہوں
 میں کہ تم اسکے بعد کب کام کرو گے اور کیا فتنہ تمہارے درمیان میں اٹھیں گا.....

صفحہ ۱۹۲- اور خبر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمر رضی
 اللہ عنہ کی لاش مبارک پر کہہ کر یہ کرمیہ بن ابی نعیم جال صدقہ تھا عابد و اللہ
 علیہ لام اور یہ دعائے اہم ان بیک و جنک شہیدان ہو لا بشہداء پرہ کر فرمایا کہ اے
 اور شہداء احد پر سلام پڑھو کہ جنک سمان زمین قیام ہے بے خوف و ہراس سلام پڑھیں گے
 اوسکو یہ جواب سلام دینگے پھر اور جگہ وہ یہ ہے کہ پھر کہہ کر فرمایا یہ
 میرے اصحاب ہیں بے قیامت سے ان کو اسی روز تباہی ہوگی صدیق نے عرض
 کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے اصحاب ہیں جن کو فریادیں کیونکر نہیں ہو لیکن میں نہیں
 جانتا کہ تم مجھ پر کیا کریں گے اور یہ کہ میرے ساتھ اچھے دوست دنیا سے گئے۔

احادیث مرقومہ بالا سے یہ نوا جی : یہ سمجھیں کہ یہاں سے ثلاثہ کورشت نہیں جس
 آیت کو جو سنے داخل کر بیچے لگدڑوں کو ہرگز انہیں نہیں دیا گیا تاکہ ان کا خاتمہ ان
 پر ہو گا یہ تو مولو بھصا نے اپنی کتاب میں خود ارقانہ : باب ۱۱۱ میں کہ صدیق اکبر فاروق
 اعظم اور زوی النورین سے جناب ولیدہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا دل موافق زمان کے ہوگا

تو تم بمنزلہ میرے مع دبر و دل کے ہوا اور اسکا مصلحت ہے کہ اگر تمہارا دل ایسا نہیں تو
 نہیں ہو مگر یہ کہ خدا تو دل سے بھی واقف تھا اور رضی اللہ فرمایا تو پہلے تو یہ خوب سے
 بیکار ہے کہ ارشد جناب باری میں وہ شامل ہوئے یا نہیں اور اسکو بھی مان لیا جا
 تو بھی نہ شیعوں کے لئے کوئی قباحت پیدا ہوتی ہے نہ واسطے فضیلت حضرت ثلثہ
 کوئی سند ملتی اس واسطے کہ جسوقت رضی اللہ عنہ حق تعالیٰ نے فرمایا بے شبہ وہ راضی
 تھا اور اس فرمانے سے ضرور نہیں کہ یہ تصور پر ناراض نہ ہو اگر یہ کہا جائے کہ قصور کا
 صدور ناممکن تھی پہلے معصوم بہ محفوظ ہونیکا ثبوت ضرور ہوگا یا خدا کو مجبور اور غیر صا
 سمجھنا پڑیگا اور شیطان کے قصہ مسلمہ کے خلاف ہی بحث کرنی پڑیگی اس واسطے کہ
 پہلے وہ معزز تھا اور مقبول اور پر بلعون ہوا اور اس کے سوا یہودی عقیدہ عیسائیوں کو
 کرنی پڑیگی جو کہتے ہیں حق تعالیٰ سزا دے اللہ حضرت آدم کی خطا معاف کرنے پر قادر تھا
 اور اس واسطے حضرت عیسیٰ کے ہمیں میں خود ظاہر ہو کر کفارہ آدم کے گناہ کا بنا
 حالانکہ خدا عادل ہے اور ہر وقت عدل کر لیا اگر کسینے نیک کام کیا اسے راضی
 ہوگا اور ہر جب اس نے برا کام کیا ناراض ہوگا جس ناراض ہوگا اسکو نیک
 کام کا جب وہ توبہ کر لیا سوائے ملحد کے اجر دیگا۔ یہ کہو اسید نہیں ہے کہ جناب
 مولوی صاحب ایسا خیال کرتے ہوں برون کو خدا اور اس کے رسول نے ہلا کیوں
 کہا اس واسطے کہ خود مولوی صاحب نصف ہیں در یقین ہے کہ بلا صدور و قصور و صدور
 خطا کسی کو سزا دیتے ہونگے اور بلا تحقیق گناہ اپنے قیاس پر جو چاہو کشا ہی عمدہ
 دلائل ذہنی پر مبنی ہوں فرین نکر تے ہونگے ہر گاہ خود انکا یا کسی نصف کا حال یہ
 ہو سکتا تو حق تعالیٰ کو امر انصاف ہے کیونکہ کیسی سچی ظاہری سے قطع نظر کر کے اپنے
 علم سے ان لوگوں سے کہ جن سے کوئی افعال بد آئندہ سرزد ہونیوالے تھے فرین
 کرتا یا رسول خدا بلا سرزد ہونے برائی کے برا کہتے اگر خدا کا قانون قدرت خلاف

اسکے ہوتا تو غرا زیل علم الملوک ہو کر شیطان الرجیم نہ کہلاتا اور رسولیٰ امۃ معاویہ کو
زندہ نہ چھوڑتے کہ یزید اوسے پیدا ہو کر حضرت خاسر آل عبد کے اہلبیت کو ذلت
دیتا اور جگر گوشہ رسول کو شہید کر دیتا یا حضرت نوح اپنے فرزند ناہوہ کو نہ پالتا
اور اسکے لئے دعا نکرتے کہ طوفان نہ بج جائے۔ اگر وحی کا آنا بعد رسولیٰ امۃ
کے قائم رہتا تو ظاہر ہو جانا کہ کس نے بعد رسولیٰ امۃ کے کیا احداث کیا اور کس سزا
و جزا کا مستحق ہوا مگر ائمہ علیہم السلام کے ارشاد سو مولوی صاحب کے نزدیک
اہل تشیع کے کتا بونہیں جو کچھ لکھے ہوں مستند نہیں ہیں البتہ اگر شیعوں پر حجبت
الزماۃ قائم کر نیکی لئے بکار آئے ہوں تو شیعہ ہی اسکے معنی خوب سمجھتے ہیں
اور ہر گاہ مولوی صاحب کے عقیدہ کے موافق آئمہ نہ امام تھے نہ معصوم تو متجاوز
الحد عوام کا لانا نام تھے تو اونکا کہا ہی ہوا اونکے نزدیک کیا مگر ہاں شیعوں کے نزدیک
البتہ واجب التعمیل ہیں سو جہاں تک مولوی صاحب نے عام صحابہ اور مہاجرین کے
شانیں آئمہ علیہم السلام کے ارشاد انتخاب کر کے پیش کئے ہیں ہم اونکو پورا پورا
مان لیتے ہیں اس واسطے کہ شیعہ عموماً صحابہ اور مہاجرین انصار کے مخالف نہ ہوں۔

و ذب سے پاک ہونین مولوی صاحب بہ لحاظ آیہ تطہیر مجال انکار نہ ہوگا سچا امتیاز
 بنا کی اول انوال آئمہ معصومین جن پر مولوی صاحب نے استدلال کیا ہے اور قول آئمہ
 سمجھا ہی تو لین و را ونین سے جو موانعی قول و فعل حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا ہو
 او کو تسلیم کر کے باقی سے انکار کرین اور کہیں کہ حضرت مولوی صاحب جن مقولوں سے آپ
 اور آپ کے ساتھی اپنے مانے ہوئے صدیق اکبر و فاروق اعظم اور ذوالنورین کے
 شیخے ثابت کیا جاتے ہیں وہ خلاف حضرت فاطمہ کے ارشاد کے ہیں اور چاہو
 غلطی سے ہمارے کسی عالم مجتہد مصنف نے قبول کیا ہو ہم نہیں مانتے اور انکار کرتے
 ہیں اور چاہو جس کتاب میں لکھا ہو ہم یہ ہی کہتے ہیں کہ وہ اسوجہ سے کہ مخالف
 قول و فعل حضرت فاطمہ ہے ہرگز کسی آئمہ نے نہیں فرمایا اور نہ قول آئمہ ہے تو کیا
 حجت ہو سکتی ہے۔ اسکے بعد جو جناب مولوی صاحب نے ایک لیل فضیلت فاروق
 اعظم میں شہود سے لکھنے شروع کی کہ وہ شوہر حضرت کلثوم بنت جناب علی مرتضیٰ
 سے سو وہ دلیل بطور کامل نہیں لہذا تا وقتیکہ حالت منتظرہ تمام ہو جائے لکنا بے
 سود ہی اسکے کہ شاید مولوی صاحب خود ہی باز رہیں۔ میرے غرض ناقص میں اسکا دعویٰ
 کرنا کہ یہ وہ کلام کیا ہے جسکا جواب نہیں ہو سکتا بالکل ناروا ہے ہر سخن کا جواب
 ہو سکتا ہے اور بہت دشوار ہے کہ کیسی طلاق اور بلاغت دوسرے کی زبان کو
 روکے اور جبکہ ایک دنے اور بدیہی بات میں ایک مدعی خاموش نہیں ہوتا تو پھر
 ایسے معاملہ ہم میں کسی کاساکت ہونا بہت دشوار ہے اور میں بالضرور یہ کہتا ہوں
 کہ ایسے ہی مباحثہ نے مسلمانوں کے اتفاق کو خیر ہم کر دیا ہے اور ہرگز مناسب نہیں
 کہ اس میں گفتگو کی جائے اگر شیعہ افعال خلفائے ثلاثہ کو صحیح نہیں سمجھتے ہیں پس مسلمان عقائد
 اہلسنت میں وہ ہارج نہیں ہو سکتے علی ہذا اہل سنت اگر خلفائے ثلاثہ کو نیز گب
 سمجھتے ہیں اور انکو جائزین سو لہذا مبادر کرتے ہیں پس باشد شیعہ ہرگز

اگر اعتقاد رکھنا چاہتے ہیں کہیں جب کسی سنی کا جی چاہے وہ ایک مجموعہ آیات اور احادیث کا خلفاء موصوف کے واسطے تیار کرے اور جس شیعہ کی خوشی ہو اپنے آئمہ علیہم السلام کے فضائل لکھے۔ اسکی امید کرنا کہ سنی اسکے قائل ہو جائیں کہ خلفاء ثلاثہ کے عمل نامحود تھے یا اس غرض سے کہ شیعہ خلفاء ثلاثہ کو ویسا سمجھیں جیسا اہل سنت تو کا خذسیاہ کرنا اور اپنے اذقات ضائع کرنا ہر انیدہ جو جسکی سمجھ اور بوجہ تعمیر وین صدی کے ایام آخر کے عجیل و نهار میں اور ہندوستان میں غریب بہار دے رہے ہیں یا سونچم الہند مولوی سید احمد خان صاحب بہادر نے لوائے تہذیب بلند کیا ہے اور اونکی غرض گر غور سے دیکھئے تو صرف یہ ہے کہ دین اسلام کو بالکل عقل کے موافق کر کے سبھان اور حکمت اور فلسفہ کے مطابق سارے احکام مذہبی کو دکھلائیں تاکہ جن لوگوں کی آنکھیں علوم عجیبے روشن ہو گئے ہیں اور انتہا کے بنیائی آنکی ہے اسلام کے صدق سے شک نہ ہو جائیں سنے آسمان کو غائب کرنا اور اسی قبیل سے اور ضرورتیں درپیش ہیں وراں ہتمام میں وہ وقتیں پڑی ہیں کہ سارے مسلمان خواہ وہ شیعہ ہیں یا سنی یا خارجی ہیں یا ناصبی اونکے مخالف ہو گئے ہیں وراونکی مخالفت بہ ظاہر واجب ہے اس واسطے کہ جو اکیلا ہو کر مسئلہ سلسلہ اختلاف کبر کیا اور اپنی سن مانی دلیل پیش کر گیا چاہو وہ دلیل کیسی ہی ہو اتفاق ہونا اور سپر ضرور دشوار ہوگا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ مولوی صاحب مددوت نے جو مقصد کیا ہے وہ اکارت ہے دو سرہ طریق مولوی سید مفت حسین صاحب شکار پوری مدرس نارمل اسکول دہلی اپنے کو لباس تشیع میں ظاہر فرما کر ساری رسائے شیعہ کے شکار کر نیچے کو لیس کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ شیعہ اعتقاد تو لاچور دین سواونکی کوشش ایسی جیسے کوئی سعی کرے کہ خدا کی واحدانیت کے قائل ہم عقیدہ اہل تالیث ہو جائیں ورنہ بقضائے اسکے ہوا جب نفی ہوتا ہے

وہ تمنا ہے مسلمانانہ نہ ٹوٹا شیخ سے زنا رتیج سلیمانی کمان ممکن ہے کہ ایک عویلا کسی
 شخص کی دوستی کا جتن تک دوست کے دشمن کو چشم محبت سے دیکھے اپنے کو دوست
 کہہ سکتا ہے یا تیسری طرف جناب مولیٰ وحید الدین احمد خان صاحب بہادر نے سنی
 ہو کر کتاب تحقیق المذہب سنی لکھ اور اوس کے دیکھنے والے سنی چاہو وہ حسب
 خیال جناب مولیٰ محمد روح معاویہ شاہی ہوں یا ٹیٹہ پیران سنت وہ مولیٰ
 کو سننے میں شمار کرتے ہر کیف میری سمجھ چاہو کوئی کیسا ہی عاقل اور مقرر ہو اور
 تحریر اور تقریر کی تاثیر معاملات مذہبی میں دشوار ہے ہاں شاید نتیجہ ہو تو ہو کہ اپنے
 دین و مذہب میں مذہب ہو جائیں اور لکھنے والوں سے عقیدے میں مواخذہ ہو
 لہذا سکوت اولے ہے۔ المذہب سید غلام حیدر ابن الحرم سید محمد خان دتھوی البکری
 یکم ربیع الثانی ۱۲۸۵ ہجری

ایک مختصر تحریر

جو جمع اور تعلیمات سے آیات البیانات کو پاک کرتے ہے اور دو محتججہ الجوا کو ادا دیتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و ثنا اور حسن حکیم حقیقی کے جس نے کمال مہدلت مادہ عدل و انصاف انسانان
 ضعیف البیان میں رکھا اور عدل و انصاف پر مامور فرمایا اور لایق ثقت بے حد
 و الاحصاء فرستادہ کردگار و رسول مختار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ
 یمن جنہوں نے حبیب اللہ کا خطاب حاصل کیا اور کافہ انام کے لئے قانون نصفت و عدلت
 بنا کر راہ نجات دکھادی و قابل منقبت بشمار وہ وصی اور جانشین بلا فصل
 رسول برحق حیدر کمرار غیر فرار حضرت مرتضیٰ علی ابن ابیطالب امام اولین و آخرین
 یمن جن کے حق میں رسول خدا نے فرمایا کہ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے اور جنہوں کے باوجود
 غالب کیا غالب ہوئے کے ابو تراب کا خطاب لیکر ہو و خوتنی کی تعلیم کی احقر سید غلام
 حیدر رضا اللہ من کل الشہ ابن المرحوم سید محمد خان بہادر نقوی البیہی گزاریش
 کرتا ہے کہ میں نے ایک چوٹا سا رسالہ بعد مطالعہ کتاب متنہ الجواب معرون بابات
 البیانات مصنفہ جلیل القدر اور لایق ترین مصنف جناب مولوی سید محمد بیگنا نصاف
 بہادر ڈی جی کلکر کے لکھا تھا مگر میرے بعض دوستوں نے کچھ نائد لکھنے کی فرمائش کی
 اور سوچا کہ گو بغیر ورت حفاظت مذہب علماء دین اور ماہرین فن مناظرہ جواب کتاب

موافق اپنے مذاق کے تحریر فرمائیے مگر جتنا کہ وقت آوے متنوع ابواب کو دیکھ کہ اہل سنت تو
 یکطرفہ کم پایہ و رشیعہ کے لڑکوں کے خیالات میں فساد ہو گا لہذا باوجود اسکے کہ میں ایسی
 تحریر اور تقریر مذہبی سے جسکی تردید ہر کمال انصاف ہر مخالف کو خیال ہوتا ہے بیکار اور
 بے لکھے جانے کے برابر سمجھتا تھا اور اسکے سوا یہ بھی جانتا تھا کہ جناب مولوی صاحب
 مدوح نے جو مجمع خوبی ہا میں اور خیر اندیش قوم اور اہل ہند میں اور جسے محکومت اور
 مودت ہے صرف اس ضرورت سے کہ جیسے میرے دوست مولوی صفدر علی صاحب
 بہادر کو کرشمہ ہونے پر واسطے تحریر نیا زمانہ حاجت پڑی تھی یہ کتاب لکھ دی ہے تا لوگ
 نہ جانیں کہ بلا سمجھ او نہ نونے مذہب ماسیہ ترک کیا مگر خاطر غریب دینے میں مجبور ہوا اور جتنا
 مولوی سید محمد یعقوب صاحب بہادر کی کتاب لا جو اسکے حاشیہ پر پینسل سے کچھ کچھ لکھ دیا چونکہ
 میرے قبضہ سے اب کتاب جدا ہوتی ہے لہذا ممکن ہے کہ دوسرے کے ہاتھ میں جا کر
 شتر ہوا ور علما کرام و مجتہدین فحاش ادا م اللہ فیہ منہم کے نظر اقدس گزری لہذا اوتکے
 جناب سے امیدوار ہوں کہ میرے اس جرت کے وجہ پر لیا خاطر ماکر حیا غلطی ہو صرف
 نفرین نہ فرما کر اصلاح مناسب فرمائیں اور اگر صاحبان غیر شیعہ یا جناب مولوی سید محمد
 بہادر کی نظر اقدس گزرے تو وہ بھی مجھے معاف کریں کہ میری نیت ہرگز یہ نہیں ہے
 کہ میں کسی کو رنجیدہ کروں یا کسی کی توہین تشیع روا رکھوں مگر غرض یہ ہے کہ
 اہل تشیع کے خیالات انصاف کے جانب مائل رہیں۔

متعلق صفحہ ۲ قبل ہمتید کتاب

البتہ یہ تو صنف جلیل القدر کے تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ او نہوں نے کیوں نہ
 دھوکھا کھا یا اور کن اسباب کو جمع کر کے مذہب حق سے بچھڑا اور داسن آباؤ
 کرام اور جادہ راستی کو چھوڑا اور اپنے کو خطاب پر امتیاز شیعہ اہل بیت
 خارج کر کے زمرہ اہل سنت میں داخل فرمایا اور غلاف غلاف کی آتش محبت میں نکال دیا

اور شیعہ اہل تشیع پر روانہ دارجلایا مگر یہ صرف باتین ہی باتین ہیں کہ مذہب جدید کو
 انہوں نے مطابق کلام الہی کے پایم تمام عالم کے نصفوں پر اسکو چھوڑتے ہیں کہ دونوں
 مذہب کے اصول کو جانچیں اور انصاف سے حکم لگائیں کہ مسلمانوں کے دین کے حسب
 مختلف فرقے ہیں اور نین سے کسی اصول سمجھ اور مطابق اخلاق اور عقل کے ہیں اصل
 مذہب حقہ ماسیہ و رطل جعفریہ یہ ہیں کہ خدا واحد ہے اور وہ عادل ہے اور اوستے
 انبیاء کو واسطے رہبری اور ہدایت اپنے عباد کے مامور اور مبعوث کیا اور بعد
 رسول برحق کے امام نصب کئے اور ایک روز تمام اپنے عباد کے اطوار کے جانچ
 فرمایگا اور قیامت نکلے و نکو جزا اور سزا دیگا ہلا کوئی کیگا کہ خدا عادل نہیں ہے
 اور وہ ہی گناہ کرتا ہے اور پر گناہ کی سزا دیتا ہے کوئی بھی کیگا کہ حسن بغیر کو حق
 نے خطاب بغیر ہی دیا وہ خطا اور گناہ کر لیا ہرگز ہرگز اسید نہیں ہے پھر نہ دیکھ لینگے
 کہ اہلسنت خدا کی عدالت میں بٹ لگاتے اور بغیر و نکو خطا کا رٹھراتے ہیں یوں تو جو
 جس مذہب کو چھوڑتا اور نیا طریقہ اختیار کرتا ہے وہ کچھ باتیں بتاتا ہے اور اپنی جان
 مطاعن سے بچانے کے لئے راہیں نکالتا ہے مولوی صفدر علی صاحب تہجد گزار بڑے
 دیندار مسلمان تھے جب وہ پرخلیہ شیطانی ہوا تو وہ عیسائی ہو گئے حالانکہ انہوں نے
 مسلمانوں کو اسی بلا سے روکا تھا لیکن خود اسے کنوین مین گرے اور ایک نیاز نامہ
 لکھ کر وجوہات عیسائی ہونے کی قلمبند کئے مگر وہ شلیست حقولیت کی دلیل کیا خاک لکھتے
 مصنف کو علم نہنا چاہیے کہ مصنف کے بہائی اور نکو برادر خیر اندیش اور رہنما ہرگز نہیں
 سمجھتے اور وہ ابلیس کے بلیس انشا اللہ تعالیٰ اور سد مٹک صورت سرفیل بھوتے محفوظ رہینگے۔

پہلی دلیل کا بطلان حالی

ہیں ہر ایک صاحب عقل کے انصاف پر اس دلیل کو چھوڑنا ہوں سوئے کہ ذرا ہی جسکو ہوش
 اور جسکا اخلاق درست اور کسی مذہب کا پابند ہے وہ دیکھ لگا کہ باپ کی اطاعت کتنی ہر فرد بشر کو

لازم ہوا اور ان کے قدموں کے نیچے مسلمان بہشت اور منہر و سکینہ جانتے ہیں مان اور باپ
 اپنا خون جگر کھا کے اور نہارون تکلیف اور ٹھاکے اپنے بچوں کو پالے ہیں اور عقل و
 شعور سکھاتے ہیں مگر وہ ہے اور وجہ اپنے بلوں پر کتنی ہے تو انہیں سے کتنی
 باوجود فہم و فراست و عقل و گیاست اپنے مان اور باپ کی اطاعت سے انحراف
 کرتے ہیں اور جو ر د کی محبت یا ز ر و د و لست چند روزہ کے لالچ سے مان اور باپ کے
 احسان و نیکوئی سے سر سے ہنیک کے دشمن بن جاتے ہیں اور نہارون و د کھڑے
 بیان کر کے اپنے بے گناہی ظاہر کرتے اور انکو خطا وار بین الاقران و الاثالی
 ٹھارتے ہیں خود مصنف نے اپنے زمان حکومت میں بہت سے لڑکوں کو باپ یا مان کے
 ماریں کی سزا دی ہوگی یہاں ہی دلوائی ہوگی عالم گیر اور نگ زیب جو بڑا خدا ترس
 صاحب فتوے اور دیندار بادشاہ ہند کا مشور ہے اوسنے شاہ جہان سے
 اپنے باپ کو قید نہیں کیا قید میں مروانین لادار اشکوہ سے نیک بہائی کا خون نہیں
 کیا شجاع اور مراد کو نامراد نہیں کیا یہ کیوں حب جاہ اور تخت سلطنت کے لئے
 پھر جبکہ اولاد اپنے والدین سے بہائی بہائی سے بن بن سے جو روخا و ند سے
 والدین اپنی اولاد سے توڑے لالچ یا غلطی سے بدل جاتے ہیں محبت اور مروت
 جوڑ کے عداوت کرتے ہیں جیسا کہ حافظ شیرازی نے کہا ہے ایں چہ شور
 کہ در دور قمرے بنیم ہمہ افاق پر از فتنہ و شرے بنیم و دختران ما ہمہ جنگل است
 جلد با اور پسر ترا ہمہ بدخواہ پدرے بنیم و بیچ رحمی نہ برادر بہرادر دار و بیچ
 شفقت نہ پدر را بہرے بنیم و پھر دوستوں اور احباب اور ملاقاتیوں کا کیا نمانہ
 اور اونسے وفادار کی کیا ایسا ہے بوقت شگستگی آشنا بیگانہ سیکر و دہ طرئی
 چون شود خالی با پیمانہ سیکر و دہ کیا وجہ ہے کہ جب سلمان سپر یان رکھتے ہیں
 کہ اطاعت والدین واجب ہے تو بھی منحرف ہوتے ہیں اصل یہ ہے کہ جب دولت دنیا

ہاتھ آتے ہے اور عروسِ اہش کے ہم آغوش ہونے کی امید پیدا ہوتی ہے تو وعدہ
نجات پر وہی بہرہ دہا سارکتے ہیں جنکو دنیا سے بیواسطگی اور اجنبیت کھی ہوتی ہے +
مے ہو کج باغ ہوساتی ہواہ و شش + اور دہان کوئی محل نہو باعث حجاب کا + اگر دین
ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بھیجا + دے ذائقہ زبانو دہن کے لہا کا + اور جسے یہ کہے
کہ ہمارا لہو پے + گر پے نہ جلے جلد یہ پیالہ شلاب کا + اس وقت ہم سلام کریں قبلہ
آپ کو + گر آپ خوف کیمے روز حساب کا + اور استحان بغیر تو یہ عبد نیک نام + تعالیٰ بین
جانین کسی شیخ و شاب کا + اے سنفواس عوے مصنف پر غور کر کہ صحابہ کا ایمان

لانا اور مسلمان ہونا صرف نجات آخرت کے امید پر تھا اور جب اس امید پر ایمان
لانا اونکا ثابت ہوا تو پھر اس سے پہرنا اونکا غیر ممکن تھا اور فیصلہ کر کہ ہر مسلمان
صرف نجات کی امید پر اسلام بر ایمان لاتا ہے یا صرف ایک مذہب اختیار کر لیتا ہے
اگر یہ فرماؤ کہ ایک مذہب اختیار کر لیتا ہے تو میں کیا ساری خدائی اسکو مسلمان
نہ کیسگی اس واسطے کہ مذہب اسلام کا یہ شعار نہیں ہے پس ہر مسلمان کے ایمان لانے سے
ثابت ہوتا ہے کہ وہ متلاشی نجات ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا تو ہر مسلمان کو تسلیم
ہو گا اور قرآن مجید میں وہ پائے گا کہ جو جان بوجہ کے ایک مومن کو قتل کرے
اوسکی نذر جہنم ہے اور اس حکم حکم سے ضرور ہر مسلمان بحالت قتل مومن نجات سے
مایوس ہوگا مگر باوجود این ہمہ کتنے مسلمان مسلمانوں کے قاتل آپ صاحبون نے اپنے
زندگی میں ملاحظہ فرمائے اور وہ مسلمان جو نجات کے لئے ایمان اسلام پر لائے تھے
کیوں راہ نجات سے پھرے اور ارشاد کیجئے کہ راہ نجات سے ایماندارونکا پہر ناممکن
یا نہیں عام کو جانے دیجئے اور رنگ زیبکے مثال تو یہی ہے اور وہ بھی مستعبر نہ بٹھری تو
شیطان الرجیم کا قصہ یاد کیجئے وہ تو مقرب درگاہ الہی تھا اور قدرت الہی اپنی
انکوائسے دیکھتا اور اوسکی فتاری اور جباری سے خلاف انسان کی زیادہ مطلع تھا

مگر ذرہ سے خیال کسٹران سے وہ کیوں پہر گیا اور آتش جنم گوارا کر لے کیا صحابہ رسول
 اوس سے بھی زیادہ مقرب الہی تھے صحابہ نے تو صرف رسول خدا کو دیکھا تھا اور شیطان تو
 بلا واسطہ خدا سے واقف تھا اگر مثال آسمانی سے بھی دعویٰ ماروں کو اطمینان ہو تو حضرت
 موسیٰ علی نبیا علیہ السلام کے کتاب معروف جو خروج کے نام سے مشہور ہے اوسکا
 باب ۲۴ نکالیں اور پڑھ لیں کہ جو لوگ ایمان سے مالا مال ہو کر حضرت موسیٰ کے ساتھ
 نکل آئے تھے صرف حضرت موسیٰ کی چالیس وز کی غیر حاضری سے کیا سی کیا ہو گئے کیا
 او نہونے گو سالہ نہیں بنایا خدا سے نہیں پہرے اور اس قصہ کے کلام اللہ سے تصدیق
 کرین اور پہر غور فرماوین کہ ہر گاہ حضرت موسیٰ موجود تھے اور کوئی نہیں جانتا تھا
 کہ حضرت موسیٰ دنیا سے چلے گئے اور ادنیٰ ایمان لانے والے وہی تھے جنہونے باسید
 نجات گہر بار چوڑ دیا تھا اور پردیس اختیار کیا تھا اور ذرہ سے روک میں بدل گئے
 تو اوصحاب سول برحق جنکو معلوم تھا کہ رسول خدا دنیا میں نہ آئینگے اور ہرگز دنیا میں اب
 وہ چار آنکھ نہ کرینگے تو انکا پہر جانا کیونکر ناممکن ہو سکتا ہے اگر یہ بھی تشفی نہ دے
 اور خاطر جمع نہ کرے تو پہر انجیل معروف کھولے اور لوقا کی انجیل کے باب ۳۲ آیت ۲۱
 اور ۲۴ پڑھئے کہ اوہنیں بارہ عاریون میں جو باسید نجات حضرت مسیح پر سچے دل سے
 مستعد تھے یہود ابھی تھایا نہیں اور اوستے یہود انے دو بدو حضرت مسیح کے حضرت
 مسیح کو گرفتار کر لیا اور پہر آیت ۳۴ اور ۴۰ میں پطرس کا حال پڑھئے اور اوہنیں
 مطالب کو متصا ورمقتل اور پوچنا کے انجیل میں مطابق کیجئے اور ارشاد کیجئے
 کہ جو باسید نجات ایمان لائے تھے وہ پہر گئے تھے یا نہیں اور جب وہ پہر گئے تو کیوں
 ان کو گونکا پہر جانا جو جناب رسول خدا بلایاں لائے تھے ناممکن تھا۔ اچھا
 اور شاو نکو اگر کوئی نہ مانے اور ہٹ دھرمی کی ڈھلی جلیے تو حضرت رسول خدا کے
 کتبہ میں حضرت علی سے جنگ عمل اور محاربہ صفین میں لڑنے والوں میں

کتنے صحابہ نے رسول خدا کی تہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو بیرحمی سے شہید کرنے
 اور عترت رسول کی ہتھکڑی اور ظرداری یزید میں کتنے اصحاب رسول صلعم شریک تھے
 کیا انکار ہو گا کہ کوئی صحابی نہ تھا کیا صند کرو گئے کہ حضرت علیؑ سے جنگ کرنا اور حضرت
 امام حسینؑ کا شہید کرنا اور صحابہ رسول کا جائز اگر نہیں تو فرمائے کہ یہ صحابہ شہر کا و
 جنگ حمل و صفین کر بلا ہجرت میں رسول خدا کے ساتھی نہ تھے اور بلا اسید نجات
 ایمان لائے تھے اگر یوں ہی سب کے سب باسید نجات ایمان لائے تھے اور شریک
 ہجرت ہوئے تھے تو پھر وہ کیوں پھر گئے بہت اگر کوئی بگڑے بنایا تو یہ ہے کہ
 غلطی کے دو کہا اور ہمایار رسولؐ امام سے نہیں پھرے اللہ سے نہیں پھرے اچھا یونین
 سنی خطا کی بیوقوفی سے پھرے تو پھر اور صحابہ کا بیوقوفی نا لائق حاکمیت ہے پھر نا
 کیونکر کہا جاسکتا ہے اور جب یہ ممکن ہے تو ہو المطلب ہو المراد شیعہ نہیں کہتے تھے
 سارے صحابہ پھر گئے تھے جو پھر گئے اور جو نہ پھرے اور کو مصنف جانتے ہیں اور سارا اہلسنت
 واقف ہیں اور کو ہی جانتے ہیں جو سچے ایمان ور کے اعتقاد پر جناب رسول خدا کے سادہ نیچے گئے
 صفحہ ۴۰ دو سر دلیل کی جہاز

ناظرین انصاف دوست اور صاحبان عدالت سے التماس ہے
 کہ مصنف اس دلیل کو ملاحظہ فرما کر اور لوگوں کے حالات پر نظر فرمائیں کہ جنہوں نے
 ایک معشوق دلریا کے وصل کے لئے اپنی جان کپا دی اور اپنی دولت لٹا دی گریبا
 چوڑا مان بپ سے منہ ہوڑا اپنے کو مٹایا اور خرمن تندرستی کو لٹایا اور نہرا خرابی
 اور دقت سے اس ہر پاناز کو پایا اور اسکے پاؤں پر سر رکھ کر فرمایا یہ کیا گم آپکو
 اور تھو پاپا یہ میرے اس سبتجو کو یاد رکھنا در فراق تو چہرہ بھنا کہ نہ کشیدم و چہ غیبا
 کہ فرہ آن نہ چشیدم ایمان را رخصت کردم عزت را برباد دادم مادر و پدر را کھاتم
 خود را در فراق تو شمع دار گدا ختم۔ اور پھر رات دن اسکی رضا جوئے میں بسر کیا

کتنے عاشق صادق نکلے اور ابتدا سے انتہا تک سیطرہ رضا جو اس عشق کے رہے
 کیا ایسے ہی عاشقوں میں بہتوں کو نہیں دیکھا کہ جس عشق کی رضا جوئے سے کام لے کر جسکی
 خوشی کا ہمہ تن اہتمام تھا اس کے ہونے ہوئے جب ولہ اشتیاق کم ہو یا وہ تقویم پانچ
 یا گھر کی بیٹی تھی اور دوسرے سر پاناز سے آنکھ لڑی تو پھر اس عشق سے
 جس کے لئے امیری سے فقیری گوارا تھی کیسی آنکھ بھر گئی اور جسکی ترچھی نگہ پر جان ہی
 جاتی تھی اسی پر نیلی پیلی آنکھیں ہوتی ہوئی نہیں کیئیں دروغہ طلاق نہیں سنا اگر
 ایسے لوگ نگاہ میں ہیں تو خدا را انصاف فرمائے کہ اگر کوئی عشقہ عقبی پر عاشق
 صادق سے ہو جائے اور دل اور جان اور ایمان سے اس پر فریفتہ اور مفتون اور
 ہر دم لگاؤ شاری کو تیار اور خون پسینہ پر پیکانے کو آمادہ ہو اور بیکار بیکار کتا ہو
 خوش روز یکہ خود را از وفا اندر رہت باز مہ و اگر نہ بدتر از مرگ ست این بود و
 بقائے من بہ مگر جب دوشیزہ دنیا کی اولٹی جوانی پیار سے جو بن رسیلی آنکو لے
 آنکھ لڑ جائے تو ناممکن ہے کہ عاشق عقبی دوشیزہ دنیا پر فریفتہ ہو جائیں میں تو کہتا ہوں
 کہ جو ایک عشقہ پردہ میں ہو اور جس لئے کی اسید ہے اسید ہو اور دوسرے رو بردار
 فوراً وصل کے لئے موجود ہو تو اس کے ہوتے ہوئے عشاق صادق میں بہت کم
 ہونگے جو پہل پڑیں ورنہ بہتیرے تو رستوں سے بند ہے اور زنجیر دہ سے جکڑے
 ہوئے بند و بکو توڑ کے اور عقبی کو خیر باد کہہ کے دنیا پر جبک پڑنگی پر چاہو سو دوست
 کہیں شہ بلاست کہ میں نخل تر تر کانپتے ہو یا بیدار و آتش کو تپوں میں چپاتے ہوں غما
 گس بی آنکھیں بند کر لیں غنچہ دشمن جو شرم سے عاجز ہو بیبل ناکہ کش نہر شل مار لہر
 لگے حب مارے غم کے بل کمانے لگے چنچہ ہی غزلت گزینی چوڑ دی ٹوم ہی مہر شنی
 چوڑ دی مگر عاشق دنیا کب مانے گا اور کے رو کے رو کیا وہ تو یہ ہو کیا
 لگے ناچوئے رے لگے ناچوئے ہر گاہ ایسے مواقع پر ہماں دیکھنے والے موجود ہوں گے

جو تیناں لکھے اُس پر ہوتے ہیں یا تو کچے کھڑے کپتے والی توالی ہی ہو جاتی
 ہیں پر جہاں کوئی نہ روکنے والا ہو نہ لباس نہ کرنا والا ہو اور خود سی اس قدر استعداد ہو
 کہ جو کرنا چاہیں وہ سب سب سے بڑا بن سکے اور سکون کیا پاک ہو گئے اُسے منصف انصاف
 کہ وہ کہ جتنے خود حضرت مسیح سے تعلیم پائے ہو جنہوں نے خود حضرت موسیٰ کو کہ وہ طور
 پر جاتے دیکھا ہوا الواح ہدایت لائے پایا ہو وہ اون حضرات سے پہر جائیں جنہوں
 جناب سولہ خدا سے ہدایت پائی ہو اور اپنی دولت راہ خدا میں لٹائے ہو وہ حضرت
 بعد اوس حضرت کسے وہ بیکار ہیں اور آمادہ پیکار کر لیں اور اوس عورت کے ساتھ
 ہو کر اوسے لڑیں کہ جنکو سولہ خدا نے اپنا وصی کیا ہو اور کہا ہو کہ تم مجھے اور میں تم سے
 ہوں اور جو ہمارا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے اور ہمارا خون اور گوشت میرا خون و
 گوشت ہے یا حضرت امام حسینؑ کو شہید کریں کیا آپ انصافا کہیں گے کہ ہر گاہ حضرت
 مسیح کے حواری یو دا اور بطرس اور حضرت موسیٰ کے ہاجر گمراہ ہو گئے تو حضرت عیسیٰ
 اور موسیٰ پیغمبر برحق نہ تھے اور جو صلیبی رسول خدا حضرت علیؑ سے لڑے تو اون
 لڑنے والوں کی جنگ نتیجہ اسکی ہے کہ جناب سولہ خدا پیغمبر برحق نہ تھے اگر آپ
 فتوے دیا جاسکتا ہے تو یہ ان کی گمراہی سے جو خدا کا مقرر خاص تھا خدا کی کائنات باریک
 اسے سمجھو روز عاشورہ کو بلا میں ہزاروں بے ایمان جمع تھے اور ہر ایک کو اسلام کرتا تھا اور میں
 کہنے آدمی ہونگے کہ جنہوں نے جناب سولہ خدا کو نہیں دیکھا تھا اور کہنے آدمی تھے کہ جو واقعہ ہے
 کہ حضرت امام حسینؑ کیا رہتا وہ کہنے تھے کہ جو لاعلم تھے کہ آپ جگر گوشہ رسولؐ و نور نظر قبول
 مگر کہ وہ نہیں آمادہ حالت سید الشہداء علیہ السلام کے ہو ایک حر پر اگر جناب سولہ خدا سے
 نہ تھے نہ پائی تھی بعد سولہ خدا کو نہ بت سے گمراہ ہو گئے اور تھوڑے سے سچی راہ پر نہ تو کیا تجب
 ہو سکتا ہی جناب سولہ خدا تو ہونا و فیصلہ جدا اور روضہ فردوس کن تشریف لیا چکے تھے خلاف اوس کے
 جناب سید الشہداء تو میدان کر بلا میں تشنہ لب خستہ عاگر کھڑے ہوئے بیکار ہمار

کہتے تھے کہ میں فرزند رسول الثقلین ہوں مگر کوئی سنتا تھا کسی کے دل پر اثر ہوتا تھا کہ سیکو
مروت تھی کیسی ذہن بین اثر تعلیم رسول خدا کا تھا اگر نیک تھا سچے دلیل کو رکھے
صحیح تیسری دلیل عقلی کی لئے دے

حق تعالیٰ آپ کو ایسے خیال کا بدلا دیوے کہ آپ سو فی اہل ثلاثہ کو فضیلت دین والہ ہست
جام محبت ارباب خلافت ایسی دہوان ہاں شرعی بین سست ہو کر رسول اللہ کی عظمت کو
ہول جائیں در صحابہ ہی کو باعث ترویج کلمہ توحید اور ماحی ظلم و طغیان سمجھیں معلوم ہوا کہ
آپ کا عقیدہ ہے کہ اگر ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان باہیا حضرت پر ایمان نہ لائے
تو پھر ترویج دین کے نہوتے اور یہ بھی ضرور ہے کہ جو وہ ایمان لائے تو سچے دل
اور سچے اعتقاد سے لائے اور یہ ہی لازم ہے کہ وہ مرتے دم تک جاوہ صداقت
پر قائم رہے اگر ایسا نہ سمجھا جائے تو محاذِ اسلام رسوخا جھوٹے اور اونکا دین باطل
تھا خدا نکرے کہ شیعوں کا ایسا اعتقاد ہو یہ فرقہ اپنا ظاہر و باطن یکساں رکھتا ہے جو
براہی اوسے ہلدا اور جو اچھا ہے اوسے اچھا کہنے میں باک نہیں کرتا نہ رات کو دن
اور دن کو رات بنانا اے صاحب ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ حبان جناب رسول خدا صلعم کو اور
بچہ معجزات حق تعالیٰ نے دے تھے وہاں یہ ہی آپ کے رتبہ عالی کا وابستہ مرتبہ تھا کہ
اب اللہ اکبر کسی سن میں پیغمبر ہوں اور آپ کی جلالت اور حقیقت دین کی آپ کے بعد
غیر و ننگے ہاتھ سے اوس سے بھی نام نہ ظاہر ہو کہ جو خود آپ کی میاں میں ظہور پذیر ہو
اور وہ غیر بھی ایسے ہوں کہ جبکہ دل زبان کے موافق نہوں یہ دم جہانسا اور چونستہ کہ
جو اعتقاد شیعوں کا بابت صحابہ کے ہے اوس کے التزام آپ کے نبوت پر آتا ہے اہل ہون
یا دہل یقین والوں پر چل سکتا ہے یا آپ ایسے شاگرد پر جو دستاویز ترغیب دہو کا
کہا گئے نگہ مجھے شک نہیں ہے کہ اب آپ روشن ضمیر ہو کر اور عالم متبحر ہو کر ہرگز ہرگز آپ
نہ کہنے امور دنیا میں ملاحظہ فرمائے کہ کوئی بند را در گیری اور کوئی سانپ اور زہن

شوقین بیا اور دوسرے چڑھیں پالتے ہیں! در بند رکبری چڑھیں بوجہ لاپاپائی کے ظالم
 ہے کہ ارادہ فرمانبرداری کا نہیں ہوتا مگر بند رکبری اور سامپ اور چڑھیں کسی
 اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں تو یہ خوبی اونکے پالنے والوں اور کام لینے والوں
 سے یا جانوروں کے خلوص اطاعت کی دلیل ہے اور اگر کوئی اون پالنے والوں میں
 ایسا ہو کہ اس کی تعلیم کا اثر اس کے اتمام زندگی پر زیادہ موثر ہو تو ظاہر ہے کہ او
 بھی اس کی لیاقت کا ثبوت ہو گا نہ بندر اور چڑھیں اور گزند و نکایہ عجب لٹی
 مقرر ہے کہ غلاموں کے اطوار سے آقا کی خوبی اور صداقت ظاہر ہو ہم یہ کہتے
 ہیں کہ جناب سونڈانین یہ عجارتا کہ درندوں اور گزندوں کے گلے میں حلقہ
 اطاعت ڈال دیا تھا اور چاہو وہ کیسے ہی پر فن تھے مگر سخر ہو گئے تھے اور آپ کا
 دین حق تھا اور اسے حقیقت کی وجہ سے باوصف اسکے کہ اسکے راج کر نیوالے کو
 صرف حب جاہ کے ستوالی تھے مگر چلتا ہی گیا اور انشا اللہ چلتا ہی رہیگا اور درندوں
 اور گزندوں کی مثال سے کسی کو زہر چڑھ ہے تو لیجئے ہم انسان کے نزدیک کی
 مثال آپ کو مبتلا دین ہمارے گورنمنٹ حال کے سچ فرماے اہلسنت میں سے
 فلان سے ایل آئے اور فلان خان بہادر سچے دل سے دوست ہیں اور کیا گورنمنٹ
 محبت اور مروت رکھتے ہیں اگر کہے کہ ہاں تو میں معمولی امداد علیجان صاحب کی کفا
 امداد الاقصاب نکال کر پیش کروں جس میں لائل لکھے ہیں کہ دلائل کتاب کی ناجائز
 اور پیراؤں میں کو سے ایل آئے کے طعنے سمیت آپ کو دو کملہ دون کہ یہ طعنے اونہوں نے
 کیوں پایا اس واسطے کہ گورنمنٹ کے کاموں میں جانفشانی ظاہر کی اب نصائح کیجئے
 کہ باوجود انکار و لایہ جانفشانی کیوں ہوئی جس کے حیوص میں مولانا امداد علیخان
 بچا لند کا طعنے لگائے اور جتھے اوڑھے پرتے ہیں یہ خوبی اون کی ہی نہیں اس
 گورنمنٹ کے ہے کہ دشمن سے دوستی کے کام کراتی ہے کیا ہندوستانی سپاہیوں

ہندوستان ہی کو گورنمنٹ سے وفاداری کر کے فتح نہیں کیا۔ کیا مسلمان فغانستان
 میں جا کر مسلمانوں سے نہیں لڑے اور جو لڑے تو اوسس ہی آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں
 کہ وفادار تھے اگر یہ کہے تو پھر وہ بھی حدیث اور دلائل مندرجہ کتابہ و الاحساب کے
 لگام آپ کی منہ زوری کو روکے گی مگر یہ نہیں ہے حقیقت میں یہ گورنمنٹ کی خوبی ہے
 کہ جو فاکو وفادار بناتی ہے اگر اس سے بھی دلچسپی نہ ہوتی ہو تو میں برعکس نظیریں
 بھی موجود کروں اور اولے سیکرٹری این کیو دکھا دوں حضرت مولوی صاحب اللہ اللہ
 کیجئے ایسے سبز باغ و کیلاں سے کانٹے پھول نہیں ہو سکتے اور کوئی بیل نہیں ہو سکتے
 یہ ہمارے رسول برحق کے دین کی حقیقت تھی کہ منافق کے ہاتھ سے اوسنے رونق
 پائی اور انشا اللہ جس قدر بدخواہ ہونگے اونہیں کے ہاتھوں ترقی روز افزون ہوگی
 شیعہ دن اور باپے فادر اصحاب صفائین سے جو رسول خدا پہلے بیان لائے تھے
 صرف چار چھ کو چاہتے ہیں اس تمام کا کیا ٹکنا بچنے کی خدمت میں میں کیا عرض کروں
 مگر وہ ہے جو خدا فرماتا ہے اے جناب شیعہ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ سب سچے اور یکے پریقین
 کرینہولے صحابی تھے جنہوں نے جناب رسول خدا کے رو برو اپنے جان کو نذر خدا کیا اور
 اونکی تعداد جس قدر ہو سکی آپ سے مخفی نہیں پھر شیعہ و پیرو سلام نہیں کرتے اتنی
 عزت اور توقیر میں کیا کلام کرتے ہیں گفتگو تو ادن ایماندار و پیرو ہے کہ جنہوں نے
 بعد انتقال رسول خدا کے وہ عمل کیا جو بونا پارت پنولین سے اوسکے سلطنت کی وزیر
 اور رعایا نے کیا اور فوراً سلطنت کو جمہوری قرار دیکر مال اسباب بٹ لیا شہنشاہ
 کو جلاوطن شاہزادہ کو شہر بدر کیا کیلواہ ارکان دولت اور وزراء سلطنت اور
 رعایا باعقیدت پہلے جان نثار شہنشاہ فرانس تھے اور اب یہی آپ سے عقلاً و لفظاً
 براہ کتے ہیں جن لوگوں میں آپ ایسی عقل ہے وہ انکو جنہوں نے شاہنشاہی سٹارے
 صفت کو جمہوری کر لیا مال و اسوال شاہنشاہی لوٹ لیا شہنشاہ بیگم کو ادو شہنشاہ

نکال دیا اچھا کہتے ہیں ہزاروں زبان سے تعریف کرتے ہیں سلطنت جمہوری کے
 فائدہ بیان کرتے ہیں بندہ نوازیہ ہے قاعدہ تو ادھونے جنگے ایساٹ بنے ہیں بلکہ
 دین میں برتنا اور مجمع مسلمانوں احمق بنا کر باور کرا یا کہ سب ملکر جسے چاہو
 خلیفہ بناؤ اور فرے اوڑاؤ اگر کہیں خدا ن رسالت سے کوئی جانشین سول برحق ہوا تو ہر
 تمہارے فائدہ کی ہانڈی نہ پکے گی دال نہ گلے گی اور جس نے اس بنا فاسد کے امین
 رکھے وہ اور جنہوں نے اور روئے جمائے وہ سب چاہو ادھونے اپنی جان جو کہم
 چاہے مال کو راہ خدا میں لٹایا ہو جیسے ہونگے ویسے شیعہ کہتے ہیں مگر ادھونے سے جو
 نیو کو دینے والوں اور روئے چڑھانے والوں میں شریک ہوئے وہ جتنے ہیں
 اور جنگوشیعہ اچھا قرار دیتے ہیں اونکی قلت سے آپ کہہ سکتے ہیں ورحضرت شیعہ
 بھی تو جہان تک واجب و واجب ہے الزام لگاتے ہیں مولانا جب آپ رات کو دن
 ظلمت کو نور زہر کو تریاق کانٹوں کو نیول صرصر اور سموم کو نسیم و صبا کہیں کیوں نہ کہ ایک
 غلطے پر افسوس ہوا در کس طرح ایسے عقیدہ پر کہ ہو فادہ اور غمد شکون کی خوبی ثابت
 کرنے کے لئے حضرت رسول خدا صلم کے غطت گٹھا داوڑ تعجب آئے۔

چوتھی دلیل پر لٹاڑ۔

کیا خوبیاں تیرا تیمور اور دوسے خیر باد اگر جناب سولہ صلم کے زیارت کر نیوالو کی بزرگی
 کا اعتقاد ضروری ہے تو پہلے سورہ بنی مائتوں کو کلام اللہ سے نکال دالنا پڑے گا اور یہ
 جو ت آپ کو شاید ہو سکے پہر ہر کو ہر یود اور رضائے کی خوبون کا اعتقاد کرنا پڑے گا
 اور اونٹ خیر جو ہے ہلی سب پر عقیدت کرنی لازم آجائی واہ واہ واہ کیا عمدہ دلیل آپ
 لائے ہیں آپ جتنے پیدا ہوئے جنگے گو دین ملی جنگے دودھ بڑھی اونکی صحبت نے تو آپ پر
 اثر ہی کیا اور اونکی راہ سے حضور پر نور ایسے پہرے ایسے پہرے کہ ادھونے گمراہ
 کر نیکی واسطے تصنیف کی وقت اوٹھائے تو ہم اور اونکی نسبت کیوں کر مان لیں اونکے

دلوں میں بھی ہمیشہ کے لئے صحبت کا اثر ہو سکتا ہے کہتے اور بند رہا رہی صحبت سے اگر انسان کو
 فعل کرنے لگیں تو کیا ہو عقیدہ کر لیا جائے کہ ہماری صحبت کے ترک کے بعد بھی وہ
 بدستور افعال مذکور کرتے رہیں گے تو بہ تو بہ۔ فردوسی نے جو کہا ہے وہ آپ نے
 سنا ہوگا وہ درخت کا بیج است و پیر است و اگر مشق درختانی بیلغ بہشت
 و ناز جوئے غلڈش بہنگام آب و بہ بیخ انگبین نیرے و شہد ناب و سرخجام گوہر
 بکار آرد و جہان سیوہ تلخ بار آرد و ملا ہا تقی نے جو کہا ہے وہ بھی سن لیجئے
 اگر بیضہ زارغ ظلت شرت و نئی زیر طاوس باغ بہشت و آفت آن بیضہ
 پرور دلش و نرا بخیر جنت دہی از قرش و دہی آبش از چشمہ سلسبیل و دران
 بیضہ دم در و مدحیریل و شود عاقبت بیضہ زارغ زارغ و بر درج بہودہ طاووس
 باغ و اور یہ بھی لیجئے اگر کسا مردم بد شرت و شود ہر دم حوریاں درشت
 و در آن محفل پر صفار و زو شب و زحیریل خواند فنون ادب و بدان اعتقاد
 کہ بہنگام کار و نگر دواز و جزیدی آشکار و شاید اس قدر آپ کی تشفی کے واسطے
 کافی ہو اور آپ کی عبارت طبع کاری کی آخرین کرنے والوں کے واسطے دانی ہو گا
 کہ انہوں نے ان کی شاعت جنہوں نے رسول خدا صلعم کی صحبت میں رہ کر خود جناب رسول خدا
 صلعم کی جیسا کہ میں اس سچے جوہر کھول دئے پوست کندہ بیان کر کے آپ کی
 جہل کے درق کو صاف لوگوں کے کام کا کر دیتا مگر مرثیہ آپ کے مولانا فرید الدین
 عطار سے اس شعر پر یہ ہر کرار دئے یہ بیہودہ نہ بود و دیدن سب ہی مٹو نہ کہ کفر تھا

صفحہ پانچون لیل پر ہیکار

سنی میری اور تیار پر شاید شیطان آفرین کرے تو کہ اندام مکہ و مدینہ میں
 دن پاک سیرت میں جملہ نبی ہاشم میں جا کر وہاں کے شیعوں کی طرح آپ کرتے ہیں اور
 قیام میں لیجئے اور کہ خطبہ لکھی جو چین ہی شیعوں کو اگر انکسین میں تو وہ ہونڈیجے مگر میں نہ کرتا ہوں

کہ آپ بڑے سچے ہوتے تو کیا نتیجہ نکلتا حضرت مسیح کہاں پیدا ہوئے اور کہاں صلیب پر
 ہے حضرت جبرائیل ان سے جوٹ ہوئے اور کہاں اوپر طرح بطرح کے ظلم ہوئے
 حضرت ذکریا کہاں تھے اور کہاں ان سے چھپے گئے اب گر شاہ میں عیسائی نہوں
 تو حضرت مسیح کی حقیقت نبوت باطل ہو جاوے گی شاید آپ کے نزدیک ہو جائے اگر آپ کا
 قول صحیح ہے تو کوئی اندر شاہ میں کوئی بے سلمان ہو گا سوا سطلے کہ شاید وہاں
 سے کوئی رہ گیا ہو جو صریحاً اور معناً قتل جگہ گوشت رسول مقبول اسلام میں شریک
 نہوا ہو یہ بھی ہی سہی بقول آپ کے وہ چار پانچ صحابہ جنکے شیعہ معترف ہیں وہ مدینہ
 میں نہ تھے تو کیا کوہ جودی پر تھے یا سنگدیب میں ذرا تو سچ بولنے کو راہ است
 پر رہتے ان جوئے باتوں سے کیوں اپنی جماعت والوں کا دل آپ خوش کرتے ہیں
 کیا وہ اپنے دل میں نہیں سمجھتے کہ یہ نثری بناوٹ ہے بھلا پہلے اسپر غور فرمائے
 کہ جناب نجم السند مولوی سید احمد خان بہادر کو لوگ کیا کہتے تھے سب اچھا
 نمازی پرہیزگار باایمان مسلمان کہتے تھے یا نہیں بعد اوسکے جب لومی مدوح
 نے گردن مروڑی مرغی کو حلال و جو دشیمان سے انکار طوفان نوح کو خاص غیر
 وغیرہ اقوال ظاہر کئے تو مسلمان اونکو کیا کہنے لگے اور کیا فتوے کفر کے دستخط
 نہیں ہوئی اور پھر جب آپ اونکے خلیفہ بنے اور بھی اونکے ٹولے پیش مل ہوئے
 تو کیا اونکی بھی جماعت نہیں ہوگی اور غلامی خواہستہ اگر جماعت نیچری کو ترقی ہوئی اور
 سارے ولی اور علی گڑھ پر قمر الہی ٹوٹ پڑا اور وہاں کے مسلمانوں نے جام صحت
 اسلام نجم السند کا پی لیا اور ستوالی ہو گئے اور دو چار بچے اور سچے باہوش مسلمان ہاں
 رہ گئے تو آپ یا آپ کے جانشین یہ دعویٰ کر کے کہ نیچری اگر چہ جوتے ہوتے تو کیا
 علی گڑھ اور دہلی اونسے بہر جاتا اور دو چار مسلمان کو قائل کرینگے اور فرماہنگے
 کہ ہر گاہ وہی مولد گاہ نجم السند ہے اور علی گڑھ جائے قیام اور مدرستہ العلوم اور

وہیں سے بنیا و مذہب نچیر کی ہوئی اور اون دونوں مقاموں کے رہنے والے نجم المند
 پر کیا اعتقاد رکھتے ہیں پس جو کچھ انکا اعتقاد ہو اسیکو اصل سمجھنا چاہیے تو آپ سے
 ہو جائینگے استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ۔ اب لے لیجئے اور حرف بحرف اپنے سچے خلیفوں
 کے حال کی تطبیق نجم المند کے مثال پر کر لیجئے اور تواریخوں کو کوہوئے اور پڑھئے۔ اور نیز
 یہ بھی لکھا ہے یا کچھ اور کہ بعد انتقال جناب سولہ اسلام و قبل ہجرت و تکفین جناب ممدوح
 سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگ جمع ہوئے اور ابو بکر صدیقؓ جانشین سولہ خلافت قرار دیا
 اور جو یہ جزا طراف و اکناف عرب میں مشہور ہوئے تو بہتوں نے دین اسلام سے کنارہ
 کیا اور بعض نے دعوے پیغمبری کیا قبیلہ بنی اسد نے حمازہ عتبہ بن حنین اور یوسلیم
 نے مساعہ اور بنو تمیم نے مالک بن نویرہ اور عامہ تامہ نے سلمہ کنزہ آپ سے اقتدار کر لے
 اور اشعث بن قیس نے زیاد بن بلید انصاری سے صریح کہا کہ اگر تیری امت کو خلافت
 ابو بکر پر اتفاق ہو تو جو کچھ بھی کہے عذر نہیں اور تب زید نے جواب دیا کہ اعتبار اتفاق مجاہد
 انصاری ہے سودہ ہو چکا اور قبیلہ بنی کنیدہ نے ادسی زیاد سے کہا کہ تم اسکی خلافت
 ہم سے قبول کرتے ہو کہ جسکی اطاعت کے لئے رسول مقبولؐ آئے نہ تو ہدایت
 نہ وصیت فرمائی اور ظاہر ہے کہ حکم خدا اگر کوئی لایق اور اچھا ہوتا تو خاندانِ رسالت
 سے ہوتا کہ رب ذوی الارحام میں اور ہر گاہ اہل بیت نبویؑ ابو بکر سے موافق
 نہیں ہیں تو ہم سے اطاعت ساقط ہے اور زید نے وہی دام تر ویرا و پیر رکھا کہ مجاہد
 اور انصاری سے عاقل تر ہیں و نہوں نے جس امر پر اتفاق کیا ہو اس سے انکار نہ کرنا چاہیے
 عرصہ کہ یہی حال سارے عرب کا ہوا اور ابو بکر نے طرح طرح کی کوششوں سے
 اون سب کو حلقہ بگوش کیا چنانچہ شام سے ابو بکر نے اپنی سب کا نکاح کر دیا اور
 اس طرح ابو بکر کے جانب سے لوگوں کے منہ بند ہوئے اور پھر جب سب ایک ہوئے
 تو بچھڑا اور چھوٹے خلیفہ بھی نہ کیا ہوئے اب فرمائیے کہ سارا عرب ابو بکر کے

نہ تھا اور پھر رفتہ رفتہ وہ اونکی طرف دار نہیں ہوئی پس جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ بروقت انتقال جناب سولیٰ اصلم کے سارے عرب کو عقیدہ تھا کہ بڑے خلیفہ برسرِ ناحق ہیں تو اس اعتقاد کی صحت میں آپ کیوں کلام فرماتے ہیں کہ اور مدنیہ جانِ اسلام کی ترقی ہوئی وہاں کے رہنے والوں کا اور سارے عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ ابو بکر ناحق پہلے مگر جب وہ دبائے گئے اور انہیں سے لوگوں کو حکومت دی گئی بہن کا نکاح کر دیا تو وہ سحر ف ہو کے طرفدار ہو گئے تو اونکی طرفداری کی جو پہلے عقیدے پر رہے وہ گمراہ ٹھہر سکتے ہیں لاجول ولاقوہ الا بالاشد۔ یہ تو یقیناً آپ کے منہ سے نہ نکلیگا کہ جناب سید الشہداء برسرِ صدق نہ تھے اگر یہ میرا گمان سچ ہے تو فرمائے کہ ادنیٰ ساعۃ کے آدمی متفق تھے اور یزید کے طرفدار کہتے تھے اگر کثرتِ ابنوہ پر نظر ہے تو جو جاعت جنم میں وہ جی سچے سچا ایسی سی پائی سے ہم باز آئے۔ آپ بھی تو غور فرمائے کہ آپ جب سنی ہو گئے تو سنی کس قدر خوش ہوئے ہونگے پھر جب آپ نے یہ کتاب لکھی تب تو آپ ان سب کے نور چشم ہی ہو گئے مگر جب سے آپنے خلافتِ نجم السند کے اختیار فرمائی اور نیم چری ہو گئے تو وہی سنی اب کیا فرماتی ہیں یہ ہی زمانہ کا حال ہے جب جو اچھا ہوتا ہے اسے اچھا کہتے ہیں جب برا ہوتا ہے اسے برا کہتے ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ بروک معج کر لینے سے اچھے بوجہ قلت بری ہو جائیں۔

صفحہ ۹

زیرِ عبارتِ تورات و انجیل کی شہادتیں صحابہ کی فضیلت میں لیکن وہ صحابہ کی بات کے خلاف یا رکن ملت میں جننے ہوئی ہیں نہ انکی محنت ضائع ہوئی نہ زیر۔ پہلی شہادت تورات کے۔ انصاف تو میرے شیعہوں کا شعار ہے فوراً ایک کو سچا اور دوسرے کو جھوٹا قرار دینا ہمارا ہی کام ہے میرے دونوں بیٹھے یہ سینوں کا طریقہ ہے۔

صفحہ پہلی روایت کی روایت

اس روایت کے پیش کرے وقت ذرہ تو سوچا ہوتا حکما کا قول ہی اول اندیشہ وانگے
گفتار کیون سا مان ندامت کیا کہانے حکم توریت کا کس فضیلت کے ثابت کر نیکو
ڈھونڈ نکالا بھی کیا ہوا عشق ابو بکر اسد بن بسا فلین تک تحت السک سے پہنچا نکا
پھر توریت تک تلاش کرنا تو آسان ہی کیون مولانا کیا پیغمبر برحق اور رسول مطلق کو
توریت کی کتاب استثنائے تیرہوان باب اور اسکی چھوٹیں آیت یاد نہ تھی مگر حضرت ابو بکر کو جو
اپنی صدیق اور تنگی آپ مصدق ہیں خوش یاد تھے کہ یہ تعمیل حکم توریت بادل کی مار ڈالنے پر تل بیٹھے
اور رسول خدا معاذ اللہ معاذ اللہ بقول حضور ایسے بہل کر تھے کہ اونہوں نے حکم توریت کا نہ مانی یا
کیون نہ اسلام ڈوب جائی جبکہ آپ ایسے دنیا میں واعظ ہوں خدا کا غضب ہے کہ رسول خدا کی انہت
ہو تو ہو مگر یار و نکا کام نکلی۔ مولانا یہ روایت تو فتاوت اپنی پیر کی ثابت کرتی ہے اپنے سنا ہو
کہ نیا ترک پہلی گائی مارتا ہی بلا شرم وحیا با واجبی پر اس خیال سے کہ رسول خدا خوش ہو نگلی ماتمہ صاف
کرنا چاہا مگر جناب رسول خدا نے جو سراپا رحم و کرم اور مجموعہ اخلاق تھے روک دیا ہماری پیغمبر برحق کا
یہ حکم نہیں کہ ایسے فتاوت ہو چنانچہ ہماری مذہب پاک کا یہ اخلاق اور آئین ہی شیخ کلینے نے
دوبارہ سلوک والدین کے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ
عَبْدُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا فِي ابْنِ مُخَالَفٍ فَقَالَ بَعْضُ الْأَنْبَاءِ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَتَوَلَّاهُ
يَعْنِي يَتَمَسَّكُ بِأَيْدِيهِمْ جَنَابُ إِبْرَاهِيمَ جَعْفَرُ صَاقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْتُ عَرْضَ كَيْتُ مِيرِ بَابِ
اور باب دونوں مخالف ہیں حضرت نے ارشاد کیا کہ اول سے اوسے طرح کہ جس طرح اون مسلمانوں
ساتھ نیکی کی جاتی ہے جو بیکو دوست رکھتے ہیں اور شیعہ ہیں رعایت کرو اور بھی صلہ رحمی ہیں ارحم
بن حمید نے نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابی عبد اللہ علیہ السّلام سے پوچھا کہ میری اون عزیزوں کا
کہ جو غیر مذہب ہیں مجھ پر کچھ حق ہے اور ان سے کیونکر رعایت کروں حضرت نے ارشاد کیا کہ البتہ
اور کما حق ہے مرا تب خویشی کو کوئی امر قطع نہیں کرتا نہ وہ مخالفت مذہب سے دور ہوتی کیونکہ اگر
دو دین میں شامل ہوں اور اہل ایمان سے ہو جائیں تو انکی تمیز و حق ہو نگلی ایسی خویشی کا

و دوسری حق اسلام کا اور کافی بین یہ روایت بھی موجود ہے کہ حضرت ابی عبد اللہ سے ایک شخص نے التماس کیا کہ اوسکی والدین نصرانی ہیں اور مان اندھی ہیں وہیں کے ساتھ رہتا اور ہم نوالہ اور پیالہ ہوتا ہوں حضرت نے پوچھا کہ کیا وہ سور کہاتی ہیں سائل نے عرض کی کہ نہیں نہ وہ کہا تی ہیں اور نہ چھوٹی ہیں تب حضرت نے فرمایا کہ مضائقہ نہیں ہے اپنے مانکی غنچواری کچھ اور نیکیا نگر اور جوہر جانے تو خود تجھیز اور تکفین چنانچہ اوس نے جب اپنے مانکی اطاعت اور رعایت میں بھدی مبالغہ کیا تو مان نے پوچھا کہ باوجود مخالفت مذہب اوس ملاطفت کی کیا علت اور جب سنا کہ وہ رعایت شعار اسلام ہے تو وہ بوڑھا مسلمان ہو گئے اور صداقت دین محمدی پر ثناء ہوئی اور موافق طریقہ حقہ اوسکی تجھیز اور تکفین ہوئے

اب غور ہو کہ جس مذہب اور ملت میں رعایت ہو وہ مان ایسے حیرا و سختی کب جائز ہو سکتے ہے آپ کے خلیفہ جی چاہو کتنی ہی مشکاف ہوں مگر ہزار نکتہ باریک تر زموں اپنا نہ ہر کہ سربراہ قلندری داندہ وہ جناب رسول خدا صلعم سے بہتر توریت کو مہین جاتی تھے اور اس قدر تکلیف کی آپ کو بھی کیا ضرورت تھی آپ قرآن مجیدی میں تلاش فرمایا ہوتا اور آپ کے مفید طلب آیات کثیر طباقین چنانچہ سورہ مجادلہ میں صریح یہ آیت موجود ہے لا تجادلوا قومًا دیناً باللہ الی آخر آیت جس کا مطلب اور منشا یہ ہے کہ ہر گز مؤمن کافرون و مخالفون کو دوست نہیں رکھتی چاہو وہ اوپر باپ ہوں یا بیٹی اور جب دوستی باقی نہ رہی تو پھر انکی قتل و مٹا دین کی ضرورت ہو سکتا چنانچہ یہ روایت ملت جعفریہ و دشمنان آل نبی و بیزارے کنندگان از عبد اللہ ابن سبا بشہدیکہ وہ دشمن اہلبیت ہو اسی آیت پر معمول ہیں اور باپ بہا نے تو بجانے خود وہ انکے بھی دوست نہیں ہو سکتے جس قدر آپ بڑے اور مہنگی اور چھوٹی خلیفہ مانی ہوئی ہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ اور ہر موقع ہر ایک پر برتاؤ ہو جیسا کہ ہم خود آپ کے تحت سے باوجود آپ کے مخالفانہ صورت کے

باز نہیں ملے اور آپ کے غویوں کے شتم کرنے میں دریغ نہ کریں گے اور دعائے خیر سے
 باز نہ آویں گے مگر مولانا خلیفہ جی نے جوش لیا کہ باپ اور بھائی سے دوستی نہ کرنا چاہیے
 تو بس جوش میں آگئے اور اپنے کو بڑا جھڑپٹے نہ ہر کہ طرف کھ کچ نہاد و نہ نشست
 ظاہر داری و تہن سہوری و اندک حضرات میں مشہور ہے ہ میں تا برآید بہ مدبر کار
 مدارائے دشمن بہ از کارزار ۱۴ اور آپ نے بے سمجھ بوجھے باشندار علی الکفار میں
 تشدد و بکری کو داخل فرمانے کا غم بالغرم کر لیا اور اوس بیچارے کی شدت ادیسیکی
 باپ پر ثابت کرنے لگی اوس بیچارے کی روح آپ سے کہاں تک خوش ہو گے گا ایک
 شیعہ کا قول نقل کر کے اوسکی قساوت کا اشتہار دیدیا ہے ہ نادان مست و نادان شتم و تہن
 صفحہ ۱۰

دوسری روایت کی ذلالت۔

یہ بیچارہ کی قساوت پر سیر نہوی تھی کہ دوسری قیت کی جبری مجاہدہ ہی تک معلوم ہوتا ہو کہ
 جو تشیع باقی ہی کیوں نہ خواہ صلب بطن ہر ہی آپس اور کہاں تک وہ اثر جایگا گو ہندی قول
 ہے ہ ہوت بلی کے ان پہلی اور ہوا ان قوم ہوت کیو سیو کی جیسے پاکب میں قوم
 میں پسند نہیں کرتے تاکہ دلیں کچھ ہوا و زربان پر کچھ حضرت سنت جماعت کو پسند نہو گا کہ آپ
 قساوت پر قساوت ثابت کرتے چلے جائیں خبر و نگو پسند ہو یا نا پسند ہو اچھا سونے کی تحقیر
 کرتے چلے جائیں بات چلی میں ہر کیا ہی خبر کو آپ نے ہی نتیجہ نکال یا کہ حضرت عمر نے توبہ
 ہی صلاح دی تھی کہ اپنے عزیز و کو مسلمان مار ڈالیں مگر جناب رسول خدا نے
 ایسا نہ نہ دیا تو بقول اپنے صحابہ تو کفار پر اشد تہ مگر عاذ اللہ رسول اللہ کو
 شدت نہ تہ توبہ توبہ خیر اس قساوت سے بچنے خلیفہ کے شیخی ثابت نہیں ہوتے
 اور جو خدمت بڑی شیخ با و اما مار کے اوپکب آئے ہیں اوسے یہاں بھی دو ہر لے
 قبل اس کے کہ قرآن میں کہ شدت بڑی جائے اس پر نظر ہو

جناب مولوی مہدی علی رضا کھانے قسم کہ شیعہ اس آیت کے منکر ہیں اور والدین شیعہ
اصحاب کے سوا اور مراد لیتے ہیں پہلا بچار کے سینوں کو کیوں آپ دھوکا دے رہے
ہیں اور آپ کیوں ان کو بیوہ کہہ رہے ہیں مگر برائے خدا دن لوگوں کو کیوں اس
آیت میں داخل کئے دیتے ہیں جو رسول خدا کے حکم کو ناسخ لڑائی سے ہاگین لئی
پر جانبین حیدہ و حوالہ بیان کرین قتل عمر ہی میں شور مکرین جناب امیر علیہ السلام سے
بہتر لڑائی لڑیں سعاد یہ کے ساتھ ہو جائیں حضرت عائشہ کو فریب میں تو الین حضرت
امام حسن علیہ السلام کی بیعت تو روا ہیں نیز یہ کی بیعت کرین حضرت امام حسین علیہ
السلام کو شہید کرین تو قرآن اٹھا کے کہہ دیکہ جو جو صحابی جناب رسول خدا صلعم کے
ساتھ تھے اور وہ گناہان مذکورہ بالا کے مرتکب ہوئے وہ سب والذین معہ کے
مراد میں داخل ہیں۔ شاید آپ ہی کی یہ جرات ہو تو ہو کہ قسم بھی کمالو ورنہ کوئی
نادان سے نادان بھی ایسے لوگوں کو جناب رسول خدا کے صحابہ میں داخل نہ کرے گا اور یہ تو
آپ کا دھوکا دینا ہے کہ شیعہ چہ او میوں کو والذین معہ میں شمار کرتے ہیں یہ فرمائے
کہ جو لوگ دعویٰ غلط صحابیت کا کر کے گناہان بغاوت جناب امیر علیہ السلام اور
اونکی اولاد کبار کے مرتکب ہوئے ان کو شیعہ والذین معہ سے خارج کرتے ہیں اور
جو صدق دل سے مرتبہ صحابیت پر قائم رہے اور دین اسلام پر صدقے ہو گئے
ان کو والذین معہ میں داخل کرتے ہیں ہم تو ہر غار کے بعد کہتے ہیں ہمارا اسلام
صفحہ ۱۲ قرآن مجید کے شہادتین صحابہ کی فضیلت میں
بجا اور درست انصاف تھا ہر دل سے ہم اور تمام شیعہ ان علی بن ابی طالب
علیہ السلام اور سب صحابہ پر جو آیات و قوسہ میں داخل ہیں جان و دل سے شمار اور
اونکی مدح اور معرفت میں اوسے سوا ورنہ فضائل اور بزرگی میں کچھ چشمہ آہ
دیکھیں ان کے دشمن نہیں ہے مگر قرآن مجید کی شہادت اور بزرگی میں

بہتر لڑائی لڑیں سعاد یہ کے ساتھ ہو جائیں حضرت عائشہ کو فریب میں تو الین حضرت

جنکے لگے آپ سے نہیں چھوٹتے ان مہینہ دن سے کیا ہو گا یہ تو آیات بنیات ہیں
 اور ہمارے مانی ہوئی نہیں بلکہ فرشتوں کے مانی ہوئی ہیں مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپ
 کو بیچ کہا چکے اور نہیں کے بزرگی اس آیت سے ثابت کرنا چاہتی ہیں کہ جو حضرت
 امیر علیہ السلام سے پہر گئے اور جنہوں نے حضرت عائشہ کو بہکا یا اور حضرت امام حسن
 کے بیعت ٹوڑ کے معاویہ اور یزید سے بیعت کی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے
 شہادت میں شرکت کی آپ تو مہری ہٹ دہرم مگر میں یقین نہیں کرتا کہ کوئی
 سنی بھی اقرار کرے کہ حق تعالیٰ مذکورہ بالا لوگوں کو یہ کہے کہ تم بہترین امت ہو
 چن لئے گئے ہو آدمیوں کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتوں کا اور روکتی ہو بری باتوں سے
 اور ایمان رکھتے ہو خدا پر اور کیونکر کہی گا اگر وہ حضرت علیؑ کو حق پر جانتا ہے اور حضرت
 علیؑ کو اس آیت میں شامل جانتا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کے منہ سے کیوں کر
 نکلی گا کہ جسے اور حضرت سے بغاوت کی وہ اس آیت میں داخل ہے آپ تو کہتے
 ساری صحابہ کا منکر شیعوں کو کہتے ہیں پھر عام چوڑے خاص کے گفتگو پر آجاتی
 ہیں ذرہ صبر کیجئے جب نام لیکر آپ میدان میں آئیگا تب وہ بھی سن لیں گی آپ فرمائی
 کہ آپ اگر انصاف کریں اور انکو جو حضرت علیؑ سے صریح باغی ہو گئے اس آیت
 میں کوئی داخل کرے تو آپ کیا کہیں گے شاید حضرت علیؑ کا نام آپکو نہیں بہاتا تو جانے
 کیجئے ہم فرض کرتے ہیں (کہیں اس فرض کر لینے کے اور کوئی معنی نہ لیجئے گا اس واسطے کہ
 آپ کو جسے خدا کی پناہ ہم کہتے ہیں کہ ہمکو ولائۃ کے نہیں ہے کہ جنہوں نے خلیفہ اول
 سے بغاوت کی اور وہ صحابہ رسول خدا میں شمار ہوئے تھے تو انکو آپ اس آیت میں داخل
 رکھئے گا یا خارج کیجئے گا شاید یہ آپ کہیں کہ کوئی صحابہ رسول خدا سے باغی نہیں ہوا پھر
 اچھا پوچھئے کہ مگر ہم کہتی ہیں کہ جیسا کہ فرض کر لیا آپ سے فرض کریں تب پھر کیا حکم
 دیا جائیگا اور یہ بحث خیریت و غیرت کے میں نکلیں گے چھوڑے دیتا ہوں آپ تو

کہا پچارے ہیں کہ جناب میرزا صاحب قبلہ کے حضور میں باتیں بنائی اور کتا بین پیش کرنے
 صان اپنے ناظرین کتابک دل خوش کر دیجئے سہ ذرہ چہ شوخی کند با قرص آفتاب ہقطہ
 ہم اور نیست بارقہ نیل را بہ آئیکے بڑی بڑے علما چون چون کر کے چپ ہو رہے ہیں
 مولانا بات یہ ہے کہ جیسا کوئی کہتا ہے ویسا سنتا ہے اسکے سوا جو کچہ بعد ملاحظہ عبارت
 مذکورہ بالا جناب عمول صاحب قبلہ و کعبہ مولوی سید علی حسن صاحب نے ارقام فرمایا
 ومنہ لایق ملاحظہ ہے اور وہ یہ ہے۔

اگر مناسب ہو تو بمقام خیراتہ لکھا جاوی متعلق صفحہ ۱۳

مگر مشورے بات لکھ بھی دیتا ہوں کہ اس آیت میں عبارت اسطور پر ہی کنتم خبیثا متہ اجت
 للناس تا مرون بالمعروف وتنہون عن المنکر حاصل اوسکایہ ہے کہ جو خیر امت
 ہیں وہ جملہ اوامر خدا کے حکم کر نیوالے اور منہا ہی خدا سے منع کر نیوالے ہیں فرمائی کہ جملہ اوامر کے
 تعمیل ان سے کیونکر ہوے اور جملہ منہا ہی سے یہ کب باز رہی آیت تم تک یا نہ تھا صاف حکم دیدیا کہ
 جسے پانی نہ ملی نماز نہ پڑھے کافی المسکوۃ ایک عورت نے باب مہرین ملزم کر دیا کما فی الکشاف
 وغیرہ من التفاسیر صحابی کا نجوم کو کہ بمفعاد دور و غلو را حافظہ نباشد کہ آپکے بنائی ہوئی بات تیر
 بہلا دیا مقبول اصحاب مثل ابو ذر غفاری کی شہر بدر کر دیا مروا نرا نہ در گاہ رسول خدا کو بلالیا
 اور اپنا مشیر بادیر کیا چنانچہ عبدالعلی معتصب نے جسے اہلسنت نے بحر العلوم کا خطاب کیا ہے اپنے کتابتے ح
 مسلم الثبوت میں اسکی تصریح کردی ہے قرآن مجید کے یہ تعظیم ہوئی کہ اوسکو جلا دیا کما فی التفسیر الکبیر المیزانی
 بیت اہلبیت عصمت و طہارت میں کہ قرآن مجید حدیث نقلین میں ہیں آتش افروز کی اور محسن کشتے عمل
 میں لاکافی الملل واخل الشہستانی بچہ آیت تطہیر کو باب جناب سیدہ میں کون یاد کرتا اور فرمان
 رسول خدا کے تعظیم جو بمفعاد آیت فرمائی ان بعد الذلک حجی کہ جسے کون علمیں تا ایسا کا نہ اور
 معدن وحی و تفریل و حبیب سبب سے نہایت بڑا کی گئی الحاشی البخر سے غنیرہ چہ
 اون کے تابعین نے تو اسے نہایت شرف و توقیر سے اولی کا صفت ظاہر کر دیا

اور صاف صاف لکھ دیا کہ اجماع اہلبیت مقتدر نہیں اور جناب سیدہ کو کہ مورد آیہ تطہیر
 اور محفوظ از نوب سے عند الفریقین ہیں بمقابلہ ابو بکر خا کرو ب در گاہ رسالت خالی نہیں
 چنانچہ عبدالعلی متعصب نے جسے اہل بیت نے بحر العلوم کا خطاب دیا ہے اپنی کتاب شرح
 سلمہ البتوت میں اسکی تصریح کر دی ہے پس اسور قرائن میں اس کے کہ خیر ائمہ تھا
 جلالتہ والوں نے یہ لفظ سٹا دیا کہ اس کے رہنے سے بڑا حرج شدید خلافت خلفائین
 ہوتا اور ایسوجہ سے اجماع اہلبیت کو حجت نہیں قرار دیا لیکن مفید الحق یعلو ولا یعلی
 اب یہی بدلے لفظ آئمہ کے جو لفظ آئمہ ہے اس سے بھی خلافت متعلیہ کی اور خوش
 اعلیٰ انکی ظاہر نہوئی فتاوا کے قاضی خان کو دیکھئے کہ خیانت اپنے مرشد و مکی ظاہر
 کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ پیشاب اور جلدینہ پر آن مجید کا لکھنا جائز ہے اور لکھنا
 للامطہر دن کا شائبہ تک باقی نہیں ٹھا داہری خیر امت واہری خیر امت اس صور
 میں اہل انصاف و لو دین کہ خلفاء اہلسنت بسترین امت کیونکر ہوئے بہترین امت
 وہ ہے آئمہ علیہم السلام ہیں کہ ادا م و نوا ہی حق تعالیٰ کو جانتے تھے اور لوگ اون
 حضرات سے ہدایت پاتے تھے آپ کے خلفاء کے بھی مکرر ہدایت فرمائی اور بولا علی الملک
 ہر بان خلافت نشان پر اکثر جاری ہوا ہے شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ خلیفہ
 ثانی سنیوں کے کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے باوجودیکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکو اس
 فعل سے منع فرمایا تھا عبارت شیخ عبدالحق دہلوی جیسے یہ ہے بول کر دن ابتداء
 یا از بتیایا سے وامت جاہلیت بودہ یا بخت عذر یکہ اور امارض شدہ بود و و عذر
 جہ دیگر گفتہ اند کہ دے گفتہ اپنا وہ بول کر دن نگاہار زندہ تراست ویرا
 زندہ و زمانہ وقت اور اعلتی عارض بود کہ بدن ملاحظہ داشت کہ چیز سے از طرف
 و نیز بدر آید و باوجودیکہ بھی کر دین حضرت رسول صلعم عمر را چنانچہ در حدیث
 مذکور کہ یا زعمہ بل قائما آتے کیون صاحب خیر ائمہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں

جیسے اسطر کے افعال رکیکہ و اعمال فغیر صادر ہو دین کہ جو ممنوع شرعی ہوں تا مروت
بالعمر و تہیوں عن المنکر ان پر کیونکر صادق آویگا اور برادرات اعذار منفرد سے
کہ لوازم خاصان خدا سے ہے کیونکر ہو گئے اور انہیں ثنائے کے حال پر حال اول و
ثالث قیاس کر لیجئے کہ ثنائے خدا و سطور میان اول و ثالث کے بین اور بنائے
نتیجہ انہیں کے حذف و اسقاط پر ہے۔ قیاس کن زگلستان بن بہار

صفحہ کتاب بات بنیات۔ زیر دوسری تائیت امثال اور صدق تفسیر ہے اور بالکل
سچ ہے جنکی مٹان میں یہ آیت محکم ہے اور سننے وعدہ بکا اور تحکم ہے اور وہ قطعی منقذ
ہیں مگر مولانا ہان ہان ابو بکر اور عمر اور عثمان کیا اور بھی بہت سے اس آیت میں داخل
نہیں ہیں ہم کہتے ہیں اور پکار پکار کہتے ہیں کہ یہ لوگ سن ت میں داخل نہیں ہیں علماء
وضوان اللہ علیہم نے جو فرمایا اور جو آپ نے سنا وہ عالمانہ تقریر اور اپنے محل اور
موقع پر تطبیق ہے مگر میں جو انکار کرتا ہوں تو اپنے انکار کی بجلی آپ کے خرمن تقریر پر
کراتا ہوں لیجئے اور گوش دل کو نئے عامہ سر سے پھینکے یہ ساری تقریر اور تحریر ہمارے
آگے ہے یا خدا کے آگے۔ خدا نے تو یہ وعدہ قطعی کیا اور ہم کہتے ہیں کہ عمر و زید خالد
جیسی بیعت رضوان میں موجود تھے اور سب اپنے کو اوس وعدہ میں داخل سمجھتے تھے
مگر کیا قیامت کے روز جپ حنا ہو گا اور پاک ابوبکر اور عمر اور عثمان کو وارنٹ سزا
سنایا جائیگا تو اس آیت کو وہ جنت میں پیش کر نیگے کہا یا خدا تو جسے وعدہ قطعی تجھے
ہو چکا کر چکا ہے اگر کریں تو دلیری روز جہارت۔ ذرا صبر کیجئے اور قرآن مجید ہے
میں پڑ ہے بار ہوں سپارہ کے رنج کے بعد و نادے "نوح نما کی نوح نے پروردگار
سے پس کہا نوح نے اسے میرے پروردگار بدرستی کہ بیٹا میرا اہل میرے سے ہے
اور بدرستی کہ وعدہ تیرا راست ہے اور تو بہتر حکم کر نیو انوکھا ہے۔ کہا خدا نے
اسے نوح بدرستی کہ وہ نہیں ہے اہل تیرے سے بدرستی کہ اسکا عمل ہے غیر صالح سدا کرتا

مجھے وہ چیز کہ نہیں ہے واسطے ترے ساتھ ادھکے علم بدرستیکہ میں نصیحت کرتا ہوں
 کہ نہ تو جاہلوں سے کما نوح نے کہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے یہ کہ سوال کر وغینہ تجھے
 اوس چیز کا کہ ہو واسطہ میرے علم اوس کا اور نہ تجھ سے تو مجھ کو اور نہ رحم کرے مجھ پر
 ہوں گا میں دنیا کا کار و نفع۔ آپ سمجھ لیجئے کہ ابو بکر اور عمر اور عثمان اور ساری
 جماعت آپ کی عرصہ قیامت میں چلا چلا کے اس آیت کا حوالہ دے اور آپ ہائے ہائے
 کریں اور اپنی ٹوپی مبارک نے میں پر دے ماریں تو کیا ہو گا یہ حکم ہو گا کہ تم اس آیت میں
 داخل نہیں ہو دو دور ہو اب بھی نہ سمجھو تو آپ کو اختیار ہے اور زیادہ اس سے
 منظور ہو تو جو بعد کتاب باری آپ کی ہاں صحیح بخاری ہے اوس میں حدیث ایسی بھی مذکور ہے
 لیجئے کہ ان حضرت بروز قیامت درگاہ باری میں اوتارے بارہ میں فرما دیں گے اور حکم
 خدا ہو گا کہ یہ اہل بدعت سے ہیں

صفحہ ۱۶ تیسری آیت

لاریب و بلا شک مہاجرین اور انصار سے حق تعالیٰ نے اپنی رضا مندی ظاہر
 فرمائی مگر ساتھ ہی اسکے کہ گواہی دے وعدہ ہوا کہ وہ جنتی ہونگے حق تعالیٰ نے ان کو
 خلعت عصمت کا نہیں دیا اور ان سکور حبش اور زنجیب سے پاک نہیں کر دیا اور جب
 ان سے صدور گناہ اور جرم کی توقع تا مرگ باقی ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسے
 وعدہ قطع کی وجہ سے انہیں جو دایم الخمر اور خالص اور ظالم اور قاتل ہوں گی ہوں
 وہ بھی ہشتی قرار پاسکیں حقیقت میں اس پر طبیعہ وہی مہاجر اور انصار افادہ ہوتا ہے
 جو مرتے دم تک اپنے صداقت پر قائم رہے اور تا وقتیکہ شہین چاہو بڑے میان ہوں
 چاہے بخلے صاحب یا چوٹے کی نسبت ثابت نہ کیا جائے کہ وہ اپنی صداقت پر راض
 رہے اس آیت کی تلاوت بیکار ہے۔ رہا یہ کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی
 روایت جو پیش کی گئی ہے سوز بان قلم کا غرض ہاتھ میں، تو جو چاہو لکھا جائے

اور دل خوش کر لیا جائے ہم پکار پکار کہہ سکتے ہیں کہ جیسا لکھا گیا حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام نے ہر گز نہیں فرمایا نہ کوئی شیعوں کے فضول کتابچہ نہ کوئی اوسکا مستفیض
اب ناظرین کتاب جو اہل سنت سے ہوں وہ آواز بلند فرمایا کہ لعنت اللہ علی کاہن
اور ہم کہیں بیش باد اس سے زیادہ اور توفیق اپنی ہم کیا کریں دیکھیں کیا دیکھ لے کیا دیکھ لے
اے اس کتاب کے پڑھنے والو اور سننے والو انصاف کا خون نکر دو اور سچ کہو کہ تم
دعا واسطے مغفرت اپنے بھائیوں اور دوستوں کی کرتے ہو یا نہیں اگر کرتے ہو
تو کیا تمہاری مراد اور منشا یہ ہوتا ہے کہ تمہارے بھائیوں اور دوستوں میں مثل
مولوی صفدر علی اور مولوی عماد الدین کے کہ جو عیسائی ہو گئے وہ بھی سنبھل جائیں
حاشا تم حاشا یہ مراد تمہاری انوگی مگر یہ بھی تم کہہ سکتے ہو کہ قبل ونگے اچھٹائے
ہویشی تمہاری دعائیں وہ شامل نہ تھے اگر نہیں کہہ سکتے تو برائے خدا آپ ہی اس
آیت کے منشا میں جبکہ شامل اور جبکہ خارج کر سکتے ہو داخل خارج کر لو۔

صفحہ ۱ چوتھی آیت

شیعہ تو ہزار جان سے توفیق اس آیت کی کثیر المنفعت کرتے ہیں اور جو وعدہ جناب
باری نے فرمایا سوز بان سے اوسکا اقرار اور اس پر یقین کرتے ہیں مگر یہ تو دیکھو
دیکھیں کج سب بیعت رضوان کرینوالے اوس آیت میں شامل ہیں ظاہر ہی کہ نہیں
بلکہ صاف ہے کہ ان بیعت کرنیوالوں میں سے جو مومن ہیں انہیں خدا راضی
ہو اور پھر وہ رضامندی ہی ایسی نہیں کہ حق تعالیٰ کو مجبور کر دے ہاں جو حقتعالیٰ
مجبور ہونے کا قائل ہو سکے وہ ہی یہ کہیگا کہ جسے حق میں وہ آیت صادر ہوئی اور پھر
صدور آیت عدم سونیت ہی اوسکے ثابت تھی وہ سب تحت میں اس آیت کے داخل
ہیں اور چاہو سو گناہ اونہوں نے کئے ہوں یعنی جان بوجہ کے مومن کو قتل کیا
اور اوسکے لئے خدا نے فرمایا ہو کہ قاتل مومن کے سزا ابد الابد دوزخ ہے مگر خدا جو

کچھ چکا کہ میں وہی سے راضی ہو چکا تو اب راضی نہیں ہو سکتا اور جنم کو نہیں ہو سکتا
یہ ہم کیونکر کہیں اور خدا کو مجبور سمجھیں ہم تو عدل اور احسان کے واسطے مخلوق ہوئے
اور علم غیب سے عاری ہیں پس جسٹو ہم عدالت کے رو سے گنہ گار پائینگے اور کو
بے گناہ نہیں کہہ سکتے اور گنہ گار کے نسبت ضرور اعتقاد کرینگے کہ وہ اپنے
کئے کی سزا پائینگا اور اپنی بیزاری ظاہر کرینگے اور لا ریب ہم یقین کرینگے کہ وہ اپنے
کیف کر دار کو پونے گا پھر ہم کیونکر حب و تکیت ہوں کہ عبدالرحمن بن عدس اللہوی
المصری نے تحت شجر بیعت کی تھی اور چوٹے خلیفہ کو قتل کیا اور ابوالخاویہ بھی بیت
رضوان میں داخل تھا مگر اس نے عمار بن یاسر کو شہید کیا اور مغیرہ بن شعبہ جو
آخر کو ہرادر سعادہ اور زید کا چچا تسلیم ہوا شریک شہادت جناب امام حسین
علیہ السلام رہا تو چاہو جو اعتقاد ہمارا چوٹے خلیفہ جی کے بابت ہو مگر نہ کہہ سکیں گے
کہ حق تعالیٰ عیوض قتل او سے نہ لے گا اور ان قاتلون کو کھڑا بیست میں بھیڑیگا
بشاید ناظرین کتاب میں سے کوئی بھی ایسی بہت و ہر می نہ کرے اور جبکہ اب
نہوگا تو چاہو ان کے انصاف میں بڑے اور سچے اور چوٹے خلیفہ بے گناہ ہو
مگر ہر کو عدل و انصاف کرنے میں برانہ کہیں گے اور معذور سمجھیں گے

صفحہ ۲۲ متعلق فقرہ

امام صاحب کا کہہ نشان ملتا ہے اس کے بابت ہر کو کہہ گئے اور کہنے کی ضرورت نہیں
اسی مانے کا جواب قیامت کے روز یا قبر میں خود مصنف کو انشاء اللہ دینا پڑیگا
صفحہ ۲۵ پانچویں آیت

ایہا الناظرین ذرہ غور فرمائے کہ اس آیت مقدس میں شان رحمت الرحمن ہے
اور کسی طرح کی مضیبات کسی صحابی کے پائی جاتی ہے میں تو نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی
جماعت اہل سنت سے اس آیت عتاب میں سچے یا بڑے خلیفہ جی کو داخل کرے

بلکہ خلاف اوسکے بچے یقین ہے کہ اگر کوئی شیعوں کی آیت میں بڑے یا مجھے خلیفہ جی کو داخل
کرتا تو حضرات اہل سنت گلا چاڑھ چاڑھ چلاتے اور انکار کرتے مگر صنف کتاب نے
جو براہ انصاف اپنے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کو وجہ نزول اس آیت کا قرار دیا
تو چشم مارو شن ل ماسنا و حقیقت میں آیت یہ ہے تریدون عرض الدنیا والند
یرید الاخرت والند غیر حکیم۔ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم
یعنی اے اصحاب سول تم لوگ مال و دنیا کے طالب ہو اور خدا کا ثواب آخرت
چاہتا ہے اور وہ غریزہ اور حکیم ہے اور اگر مشیت سے نوشتہ خدا نہ گذرا ہوتا تو
مکو پونچتا اوس چیز میں کہ تمہیں عذاب عظیم لیا اب دیکھنے والے دیکھیں کہ یہ آیت
توصاف و صریح ادن لوگوں کے حق میں ہے جو اسیران بدر سے بظرف جلبت
و نیوی اور اغراض ذاتی خواہش مند تھے کہ ڈانڈ لیا جائے تاکہ وہ دنیا میں گھر
اورائیں۔ مگر صنف صاحب خواہ مخواہ بڑے خلیفہ جی کو اس آیت میں داخل کرتے
ہیں اور ادنین کو ادن اصحاب کا جنون نے حطام و نیوی کی راہ سے فدیہ
لینا تجویز کیا تھا سرغنہ مٹاتے ہیں تو ارباب دانش اور اصحاب نبش محاکمہ کریں
کہ اس آیت سے ابو بکر کے صلوات نکلتے ہیں یا نہیں و نسبت مجھے خلیفہ جی کے
جو مولوی محمد علی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ادنین نے اسیران بدر کی گرد
مارنے کی رائے دی تھی الا جناب سول خدا صلعم نے قبول نفرمایا اسکا بھی حضرات
ناظرین انصاف کریں کہ جب فاروق کے صلاح مردود ہو تو انکی بزرگی کما نیک ثابت
ہوئی۔ افسوس نہرا افسوس کہ اپنے صدیق کی بزرگی ثابت کرنے میں یہاں تک
بظاہر مولوی محمد علی صاحب کیا اہتمام ہوا ہے کہ ادنین نے اس آیت کو قرآن سے
اسوا سطر ہونڈ کر جنبڑی پر چڑھایا ہے کہ غیر مسلمانوں کو موقع طعن کا جناب سول خدا
ہے اسوا سطر کہ بیجاوی نے اس آیت میں جناب سول خدا کو داخل کر کے یہ کیا کیا

کہ جناب سولہ ذائقے بر خلاف مرضی حق تعالیٰ جو فدیہ اسیران بدر سے لیا تو حق تعالیٰ
 ناخوش ہوا اور جناب سولہ خدائے سوا سطرہ کہ حضرت سے خطا اجتہادی
 واقع ہوئی تھی لغو و باطل نہ ہونے کی وجہ سے ہی یہ فکر ہر کس بقدر بہت اہم و مستحق
 جناب مولوی محمد علی صاحب نے اسی غرض سے اس آیت کا اگر ذکر فرمایا ہے تو
 اندیشہ ہے کہ عیسائی اور موسائی اور منکرین رسالت کو موقع گرفت کا ہو
 کہ اگر فدیہ لینا حق تعالیٰ کو پسند نہ تھا تو جناب سولہ اصلع نے کیوں فدیہ لینے کا
 اور کس واسطہ ابو بکر کے مشورہ پر عمل نہ ہونے دیا سو واضح رہے کہ فدیہ
 لینے کے بابت حق تعالیٰ کا حکم تھا کہ جب کفار ضعیف ہوں اور عاجز آئین تب
 اون سے فدیہ لیا جائے اور ہرگز فدیہ لینا ممنوع نہ تھا نہ صریحی یہ ہی حکم تھا کہ جو
 اسیر آئین اون کے گردن مارے جائے غرض کہ مرضی خداوند جبار اور قہار
 کے یہ تھی در حالیکہ کفار کمزور ہو جائیں تو اون سے فدیہ لیا جائے یا قتل کے جائز
 غرض کہ جو سزا دی جائے او میں شایہ غرض دنیا ہو جیسا کہ دنیا کے انتظام
 میں ہی مثال موجود ہے کہ بالفعل قانون میں اکثر جرائم کی سزا قید اور جبرانہ
 ہے الا سزا جبرانہ کے اس راہ سے نہیں ہے کہ خزانہ بادشاہی اور جس بہر لجا
 بلکہ اس نظر سے سزا جبرانہ کی رکھی گئی ہے کہ قید کی سزا تو مجرم کی ذات سے
 متعلق ہوتی ہے اور سزا جبرانہ کا اثر مجرم کے سارے متوسلون اور واجب
 النفقہ تک پہنچتا ہے اور اوس کے گھر کا گھر مفلس ہو جاتا ہے پس اگر کوئی حاکم
 قانون میں جبرانہ کی سزا دیکھ کر خزانہ بہرے کی نیت سے جبرانہ کرنا شروع
 کرے تو وہ فرد تحت شاہی سے تو وہ تیر ملاست ہوگا لیکن جو حاکم مواقع
 مناسب پر سزا حکم جبرانہ کا صادر کرے گا وہ محدود ہوگا پس آیت کا مضمون
 صریح ادنیٰ لوگوں کے حق میں ہے جو فدیہ لینا دنیا کے واسطہ چاہتے تھے

اوپر کے پیشوا ابو بکر یوں مگر جناب رسول خدا نے ابو بکر کی صلاح سے فدیہ لینے کا حکم دیا ہوا اسکے ہم قائل نہیں جناب رسول خدا نے جو فدیہ لینے کا حکم دیا وہ موافق حق تعالیٰ کے تھا اور سزا دہ تھا پس جو امر موافق مرضی حق تعالیٰ تھا اوس میں خفگی کیونکر ممکن ہے مگر بعض نا عاقبت اندیشوں نے زبان سے یہ نکالا تھا اور دل اوپر کے اونیہ کی زبانوں سے موافق تھے کہ حضرت رسول خدا کے چچا عباس اور عقیل کے جان بچ جائے اور اسمیں سول خدا ایسے صلاح کاروں سے خوش ہونگے لہذا اُن کے گوشمالی کیواسطہ آیت غاب نازل ہوئی اسواسطہ کہ جناب سول خدا صلعم کا عندیہ ہرگز ہونین سکتا تھا کہ عباس اور عقیل انجام تک کافر رہیں در فدیہ لیکر اپنے جان بچائیں اور رسول خدا خوش ہوں جناب رسول خدا کو جو علم کان مایکون معلوم تھا کہ حضرت عباس اور عقیل کیسے مسلمان ہونگے اور اویسے کیا کام نکلیں گے اور اویسے یا سیدان بدرے فدیہ لینا سزا ہے اور اویسے نہ اکی دینی میں ثوابِ خیرت ہے نہ فائدہ دنیا پس جسے یہ سمجھا کہ جناب سول خدا نے خطا کی اویسے خود خطا کی اور کو چاہو عیسائی ہو یا موسائی یا کیسی ہی منکر رسالت ہو ہر گز یہ نہ سمجھا کہ رسول خدا نے خطا کی مگر بلا مالنسب ضیاعی —

متعلق صفحہ ۷۷

ساتویں آیت

صاحبانِ انصاف ملاحظہ فرمائے کہ جبکہ امتیازات ۳ صفحہ میں لگی گئیں وہ اب پیش ہوئی ہے اور یہی بڑی دولت خزانہ عامہ اہل سنت میں ہے اور جو کچھ کہانی بڑے غلیظہ جی کے ہے وہ یہی ہے اس مقام پر ہم اور کچھ نہیں کہتے بلکہ علماءِ سنت جماعت (ملاحظہ ہو) مجدد مترجم مطبوعہ مطبع محمد متنازل علی مطبع مجتہبی

یہی امتیازات بدین حق ہیں

۷۷

جس میں ترجمہ اردو شاہ رفیع الدین صفا و فارسی موسومہ بہ فتح الرحمن ہے
 اور عاشیہ پر تفسیر شاہ عبدالقادر نے جو اس آیت کا ترجمہ کیا ہے اوسکو
 ہم آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں اور خواہ ہیں کہ مصنف کتاب کا ترجمہ سے
 ملائے اور عیاری اور چالاک کی داؤد بکھیے اور غور فرمایئے کہ جب معنی کلام اللہ
 میں مصنف کا یہ تصرف ہے تو آئندہ کو کہاں تک امید راستی کے ہو سکتی ہے۔
 یا ایہا الذین امنوا الی اخرہ

ای مسلمانان چست شمار کہ چون بشما گفتے شود بگو آئید در راہ خدا گران شدہ
 اسے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا ہے واسطہ تمہارا جس کو کہا جاتا ہے کہ مٹو بیچ راہ اللہ کو پہنچاؤ
 پس سکینہ بسو زمین یا راضا مندر شدید بزرنگانی دنیا عو من آخرت پس
 بیچ زمین کے کیا راضی ہو تم سب تھنہ زندگانے دنیا کے آخرت سے پس
 نیست متاع زندگان دنیا در برابر آخرت مگر اندکے اگر بیرون نہ آید
 نہیں فائدہ زندگان دنیا کا بیچ آخرت کے مگر تھوڑا اگر نہ نکلو گے
 غلاب کند خرابے درد و ہندہ و بدل شما گیر وقوعے را بجز شما و بیچ زیان
 غلاب کر گیا تھو غلاب درد دینے والا اور بدل لاؤ گیاقوم سوا تمہارے اور نہ ضرر
 میرا نیک خدرا اور خدا برہمہ چنیر توانا است اگر نصرت نہ دہند پیغامبر را
 کرو گے اوسکو کچھ اور اللہ اور ہر چیز کے قادر اگر مدد کرو گے تم اوسکو
 چہ باک ہر آئینہ نصرت دادہ است اور اللہ تعالیٰ نگاہ کہ پیر کو کردند کش
 پس تحقیق مدد دی ہے اوسکو ابہد نے جسوقت نکال دیا تھا اوسکو
 کافران دوم و کسب نگاہ کہ این دو کس در غار بودند نگاہ کہ مے گفت
 ادن لوگون نے کہ کافر ہوئے و و سراد میں جسوقت کہ وہ مدد نہ پاتے تھے کہ کست است
 یا ر خود را اندوہ مخور ہر آئینہ خلا یا است نفی و فرستاد خدا تشکیں خود را

ترجمہ ہندوستان
 مبدل لاویہ اور
 سوا اور کتبہ ہندو
 اور سوادہ اندہ چنیر
 فیہ لکھا
 اگر تمہارے
 کی تو اسکو
 لی جسوقت
 سافرون لکھو
 جب درون تھی
 نامین جینہ
 انہی تھیں
 تو غم نہ کہات

واسطہ رفیق اپنے کے متعمم کیا تحقیق اللہ ساتھ ہمارے پہلے دتارے اللہ شکیں اپنے
 ہر پیغامبر و قوت و ادشہ لشکر رائے کہ نرید آن اور فروتر ساخت سخن
 او پھاو سکے اور قوت دی او سکوسا قہ لشکر وں کہ نہ دیکھا تھاتے ادنکو اور کی بات
 کا قرآن را و سخن خدا ہونست بلند و خدا غالب و رست کار است
 اول لوگوں کے کہ کافر ہوئے نیچے اور بات اللہ کے وہ، ہر بلند اور اللہ غالب با حکمت
 اب صاحبان دیکھ لیں بدو لکھا سکے کہ میں ایک لفظ ایسی کہوں کہ ابو بکر صدیق کی خدائی کیا تو لیں
 کی اور فضیلت وہی لشکر حق تعالیٰ کی بنیاد میں ہو سکتی ہیں اور مولوی صاحب نے کمال کو لکھا

مستعلق صفحہ ۳۲ اصل کتاب

دربارہ بیان صدیق اکبر کے فضائل کے

کیون صاحبان ناظرین اور سامعین مصنف کتاب یہ ہے دعو تھا کہ وہ میں
 مافی بزرگیاں بڑے خلیفہ جی کے ثابت کریں گے یا یہ ادعا تھا کہ وہ آیات بیانات
 فضائل کو دوسرے کا آفتاب کر دکھائیں گے اب انصاف فرمایں کہ جو دوس
 فضیلت مصنف نے لکھیں وہ سب ادنیٰ بنائے ہیں یا آیت سے نکلتے ہیں غور
 فرمائے کہ اسکا کیا ثبوت آیت سے ہوتا ہے کہ خلیفہ جی بموجب حکم حق تعالیٰ
 جناب سول خدا کے ساتھ تشریف لے گئے تھے رہی قیاسا سوتا وقتیکہ
 اونکے لئے کوئی بناستھان نہ ہو گز وہ مقبول طبایع عام نہیں ہو سکتے اگر یہ صحابہ
 جائے کہ جناب رسول خدا کے جملہ افعال کے بنا حق تعالیٰ کے حکم پر تھے تو معاذ
 اللہ بے حیران کوناج جو بموجب روایات اہل سنت کے رسول خدا نے دکھلایا
 وہ بھی بموجب حکم خدا تھا سید ہی بات ہے کہ جناب سول خدا جب کہ سے
 روانہ ہوتے تھے تو ابو بکر مل گئے اور جناب سول خدا کے ساتھ ہو گئے تو
 اس میں کیا بزرگی پیدا ہوتی ہے اگر میں ایک مقام کو جاتا ہوں اور دوسرا
 میرا تو کر یا طبع یاد دست ساتھ ہو جائے اور بعد اوسکے کوئی مصیبت نہ پہنچے

ہمارے رفیق
 سید احمد شاہ
 فی اوردی
 اینی طرف
 سہی لشکر
 جی اور
 اول لوگوں
 اب صاحبان
 کی اور فضیلت
 سید حسین
 و فضیلت
 نہیں دیکھا
 اور میں
 بات کا قوت
 کی اور اللہ
 بات ہمیشہ
 اور میں
 آتش زبرد
 سن
 ہی
 حکمت والا
 ۱۲۱۲ ۱۲۱۳

پھر جائے اور وہ دوست میرا میرے ساتھ رہا اور میری صحبت پر محال اور
 متاسف ہو تو اسکو کیا ایسی بزرگی ہو جائے گی وہ بھی مثل میرے یا میرے
 قریب قریب ہو جائے ہاں میں اسکا شکر گزار اور ممنون ہونگا یہ تو ابھی طرح
 ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے بموجب حکم خدا ہجرت کی تھی اور جناب
 رسول خدا شرفار سے محفوظ تھے اور اسکا اندیشہ نہ تھا کہ آپ کو گزند پہنچے گا
 رہا یہ کہ خلیفہ جی کو اسپرطینان نہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ شاید جناب رسول خدا کو
 گزند پہنچے تو ساتھ ہی اسکے یہ تو جانتے تھے کہ اونکو کوئی گزند نہ پہنچے گا اور
 اونکو کوئی نہ مار ڈالے گا اس واسطے کہ کفار کو تو صرف ذات جناب رسول خدا سے
 عداوت تھی اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں ضرور اگر ابو بکر کفار کے ہاتھ آتے تو مار ڈال دیتا
 میں کہتا ہوں کہ ہر گز نہیں چنانچہ جناب علی مرتضیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ فرشت
 خواب جناب رسول خدا پر سوئے تھے پس حضرت کو اس وقت تک تو اندیشہ
 تھا کہ کفار فرشت خواب پر رسول خدا کو سمجھ کر وار کرتے اور حضرت کو دھوکے
 میں گزند پہنچا ممکن تھا مگر جبکہ مرتع کفار کو معلوم ہو گیا کہ جناب رسول خدا بتر
 پر نہیں ہیں بلکہ حضرت علی ہیں تو کفار حضرت علی سے فراخ منین ہوئے حالانکہ
 حضرت علی تو بہائی جناب رسول خدا کے تھے اور گزند پہنچنے میں ابو بکر سے
 زیادہ احق ہو سکتے تھے جبکہ کفار نے اوسے قطع نظر کی تو پھر خلیفہ جی
 تو مومن ہی تھے اگر یہ کوئی کہے کہ حضرت علی کے دبدبہ و سطوت سے
 کفار کو جرأت نہ تھی تو چشم ہار و دشمن وہ ابو بکر کو بیٹھ اور بکری قرار دین
 اور اس پر کفار کا ہاتھ اڑھنا جائز سمجھ لین دو سرے فضیلت ہی ایسی ہے
 ہے کہ ان آیت میں مرقوم ہے کہ پیغمبر خدا پر خلیفہ جی عاشق تھے یا کہ جناب
 رسول خدا اور پیغمبر عاشق تھے بالعرض یہ بھی ہو کہ جناب رسول خدا نے ابو بکر کو

ساتھ بھی لیا تو یہ کیونکر کوئی اہل عقل قبول کر سکتا ہے کہ حضرت رسول خدا کو ادنیٰ
 محبت اور عشق کامل پر یقین ہوتا تو ساتھ نہ لیتے میرے جو دوست ہیں میں
 کیا اونسے چشم باری نہیں کتا یا مستبر نہیں سمجھتا دوست تو دوست ایک نانی
 اس کے نیچے بے سمجھ ہو جسے صرف ہر دوسرے پر گلا رکھ دیتے ہیں پس وہ تو
 آخر خلیفہ جی تھے اور پھر اگر رسول خدا نے ہر دوسرے کیا تو کیا بعید تھا میں تو نہیں
 کہہ سکتا کہ نانی کے نسبت کوئی کہیگا کہ میں اس کے عشق پر یقین کتا تھا اگر
 ناظر فی انصاف اور تاریخون سے قطع نظر کریں اور غرض شہام جہد و
 کی تاریخ و تھا کے پڑھتی بہت لوگوں کا نشان پائینگے کہ اوپر جھوٹا کیا گیا اور اس کا نتیجہ کیا
 ہوا اگر تلاش کے وقت ہو تو جہانسی کا واقعہ ٹرہیں کیجئے اس کی ایک چیرسی کو جو بلا
 مشاہیرہ یا تھا اسے شاہو کا نوکر بنایا اور سلطان پورا وہ واقعہ کو دیکھیں کہ سیطرہ کرل
 گولہ نے صاحب کا اپنے کرتا اور اس کو ذرے آفتاب نہونجے جاتا تھا اور دونوں اولیٰ
 جہر و سہ کیا مگر انجام کو ان سقا کوں کیا کیا دنیا میں ہر دوسرے پر سار کام ہو ہیں لیکن
 ہر دوسرے کرنے سے عشق کا ثبوت نہیں ہوتا نہ یہ کہا جاسکتا کہ وہ ہر دوسرے سیاهی
 کہ اس کا نتیجہ اچھا ہی ہو گا نہ ہو سکتا کہ جہل پر فہم ہر دوسرے ہو اچھ خلاف ہر دوسرے
 کوئی فعل سرزد نہو گا تیسرے اور چوتھے فضیلت کا ہی آیت میں نشان نہیں ہے
 بلکہ حق رفاقت کا ادا کرنا بڑے خلیفہ جی کا یہ ثابت ہے کہ وہ روتے اور مضطرب
 حال تھے اور اوی پر شیخ سعدی کو اس شعر کا مضمون سو جا ہیوے ترا اگر بود ازنا
 یا رغاب و ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار نہ اس کا آیت میں نشان ہے کہ ابو بکر کو
 اور اومکے ساتھیوں سے جناب سولہ نے منتخب کیا تھا نہ پانچویں فضیلت کا
 ثبوت آیت میں ہے کہ حق تعالیٰ کو خدمت ابو بکر کے پسند آئی تھی اگر کیہ بات
 بن سکتی ہے تو یہ کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت میں کہ ضرورت رفاقت

اور مدد دہی کی تھی کوئی معاون رسول خدا کا نہیں ہوا مگر ایک سو وہ بھی مضطرب اور بے قرار ہوا تھا مگر حق تعالیٰ نے اس کے اضطراب کو رفع کیا اور تسکین بخشی پس وہ تسکین اس واسطے تھی کہ وہ مارے بڑے کے پیارہ مر جائے اور اس کے خزع اور خزع کفار نہ سن لیں حالانکہ ترجمہ آیت سے جو خود سنیوں نے کیا ہے مطلب پیدا نہیں ہے مگر بقول مولوی مہدی علی صاحب کے اگر ہم مان لیں کہ نہیں نہیں ضرور ابو بکر کی وہ خدمت حق تعالیٰ کو پسند آئی تو بھی نتیجہ اس کا کیا ہے ہم اپنی ماتحت اور متبعین کے خدمات سے راضی ہوتے ہیں اور ان کی تحسین کرتے ہیں مگر جب وہ ہی نیکو کام کرتے ہیں تو اوہ سے ناراض ہوتے ہیں یکمیر تباچہ کام کرنے پر ہمارا تحسین کرنا محکوم ہر کے لئے پابند نہیں کرتا کہ اونکے برے کردار پر نفرت نہ کر سکیں کیونکہ صاحب جوتانی اثنین کے یہ مراد ہے کہ رسول خدا ایک اور ابو بکر دو صاحب دینے کے واسطے ہیں آپ کا بھی انصاف کریں کہ اگر اوسط طرح حسب طرح حق تعالیٰ رسول خدا کا حافظ تھا ابو بکر کا بھی ہوا تو اس کا کیا ابو بکر کا اتفاق اور محسن ہونا ثابت ہو جائیگا ذرہ سوچئے کہ اگر میں خدا خواستہ ایک مصیبت میں گھر جاؤں اور کسی مقام سے ہاگوں اور ایک میرا نوکر میرے ساتھ ہو جائے اور میں ایک بادشاہ کے یہاں پناہ گزین ہوں اور میرے ساتھ وہ نوکر بھی تو بادشاہ جیسے میرے رعایت کریگا میرے وجہ سے میرے اوس نوکر کے نہ کریگا اور علاوہ رعایت کے وہ بادشاہ اوس نوکر کے خجست کے آفرین کرے تو اوس سے یہ لازم آجائے گا کہ وہ دوست یا نوکر جو میرے ساتھ ہاگا اور میرے ساتھ پناہ گزین ہوا تھا وہ مثل میرے ایک دوسرا ہو گیا کیا اصحاب کہف کے ساتھ جو کتا ہاگا تو مثل صاحب کہف کے ہو گیا وہ بھی تو عدد میں اس کا ساتھی ہے۔ ساتوین فضیلت کے نسبت غور ہو

یہ کون شیعہ کہتا ہے کہ ابو بکر صحابیت سے خارج تھے وہ بالضرور اصحاب رسول خدا تھے اور رسول خدا کے مسکرتھے مگر انکار یہ ہے کہ وہ اچھے اصحاب نہ تھے اور آٹھویں نوین فضیلت کے بابت جو ادھر بیان ہوا ہے لحاظ فرمایا جائے الفاظ لا تحزن ان الله معنا کے معنی صرف اس قدر ہیں نہ گمراہوں اور اللہ ہمارے ساتھ ہے مصنف کو اختیار ہے کہ اس کی بنیاد پر چاہے بالوکی دیوار اور ٹٹا یا تھر کے مگر مصنف نے بالوکی دیوار اختیار کی جس کو یہ کہہ کر کہ رسول خدا کی ساتھ ابو بکر گئے تھے اور خارجیین داخل ہونے کے بعد جب دشمنی پونچے تو یسارے ابو بکر لگے گمراہ نے اور چلانے اور بیلانے تو رسول خدا نے فرمایا کہ مردے آدمی کیوں گمراہے جاتے ہو خدا ہمارے ساتھ ہے جس طرح ہم شرا شرا سے محفوظ رہیں گے تم بھی بچ جاؤ گے ایک ٹلو کرین کوئی بھی گرا دے گا ایک سید بات کو مصنف گما گما کے جو جی میں آیا ہے لکھتا گیا یہ نہیں سوچا کہ اگر خدا پر ہر دم بڑے خلیفہ جی کو ہوتا تو رسول خدا کو اسکے کہنے کی نوبت نہ کیوں آتے اور وہ مارے ڈر کے ادھر مری ہے کیوں ہو جاتے۔ اے حضرات ناظرین اور سامعین انصاف کیجئے کہ مصنف نے جو نوین فضیلت بڑے خلیفہ جی کو دی ہے اس کی حقیقت اور اصل کیا ہے یا صرف اس قدر ہے کہ ابو بکر رونے اور غل مچانے نہ پائیں و سوقت کے لئے وہ تسلی اونکے قلب پر نازل کی گئی یا ابدال آباد کو اور یتلی اونکے لئے ایسے دلائے گئے کہ وہ قتل کرین مال غضب کرین جو چاہیں کرین مگر یہ آیت اونکی سپر ہو۔ دسویں فضیلت پر بھی غور فرمیں اسکے بابت کیا کمون وہ تو سارے مصنف کے گہرت ہے خدا را انصاف ہو کہ اس آیت سے خلیفہ جی کی نہ برگی کیا ثابت ہو سکتی ہے یا صرف اس قدر نہ کہ وہ نازک وقت میں رسول خدا کے ساتھ

اور مدد دہی کی تھی کوئی ساحل رسو لڑا کا نہیں ہوا مگر ایک سودہ بھی مضطرب
 اور بے قرار ہوا تھا مگر حق تعالیٰ نے اس کے اضطراب کو رفع کیا اور تسکین بخشی
 پس تسکین اس واسطے تھی کہ وہ مارے ڈر کے پیچا رہے نہ جائے اور اس کے خیر
 اور فزع کفار نہ سن لیں حالانکہ ترجمہ بیت سے جو خود سنیوں نے کیا ہے یہ مطلب
 پیدا نہیں ہے مگر بقول مولوی محمد علی صاحب کے اگر ہم مان لیں کہ نہیں نہیں ضرور
 ابو بکر کی وہ خدمت حق تعالیٰ کو پسند آئی تو بھی نتیجہ اس کا کیا ہے ہم اپنی ماتحت اور
 متبعین کے خدمات سے راضی ہوتے ہیں اور ان کی تحسین کرتے ہیں مگر جب وہ ہر
 نکتہ کام کرتے ہیں تو ادنیٰ سے ناراض ہوتے ہیں یکم تباہی کا کام کرنے پر ہمارا تحسین
 کرنا محکوم ہر کے لئے پابند نہیں کرتا کہ ان کے برے کردار پر نفرین نہ کر سکیں
 کیونکہ صاحبو تانی اثین کے یہ مراد ہے کہ رسول خدا ایک در ابو بکر و مناصب
 دین کے واسطے ہیں آپ اس کا بھی انصاف کریں کہ اگر اوس طرح جس طرح
 حق تعالیٰ رسول خدا کا حافظ تھا ابو بکر کا بھی ہوا تو اوس سے کیا ابو بکر کا اتفاق اور
 محسن ہونا ثابت ہو جائیگا ذرہ سوچئے کہ اگر میں خدا خواستہ ایک نصیب میں
 کھر جاؤں اور کسی مقام سے ہاگون اور ایک میرا نوکر میرے ساتھ ہو جائے
 اور میں ایک بادشاہ کے یہاں پناہ گزین ہوں در میرے ساتھ وہ نوکر بھی
 تو بادشاہ جیسے میرے رعایت کریگا میرے وجہ سے میرے اوس نوکر کے
 نہ کریگا اور علاوہ رعایت کے وہ بادشاہ اوس نوکر کے کہ جسے دوست کے آفرین
 کرے تو اوس سے یہ لازم آجائے گا کہ وہ دوست یا نوکر جو میرے ساتھ ہاگا
 اور میرے ساتھ پناہ گزین ہوا تھا وہ مثل میرے ایک دوسرا ہو گیا
 کیا اصحاب کہف کے ساتھ جو کتا ہاگا تو مثل اصحاب کہف کے
 ہو گیا وہ بھی تو عدد میں اوس کا ساتھی ہے۔ ساتوین فضیلت کے نسبت غور ہو

یہ کون شیعہ کہتا ہے کہ ابو بکر صحابیت سے خارج تھے وہ پانچویں درجہ کا صحابہ
 رسول خدا تھے اور رسول خدا کے مسکرتھے مگر انکار یہ ہے کہ وہ اچھے انسان
 نہ تھے اور آٹھویں نویں فضیلت کے بابت جو ادھر بیان ہوا ہے لحاظ فرمایا جائے
 الفاظ لا تحزن ان اللہ معنا کے معنی صرف اس قدر ہیں نہ گمراہ اور اللہ ہمارے
 ساتھ ہے مصنف کو اختیار ہے کہ اس کی بنیاد پر چاہے بالوکی دیوار اور شا
 یا پتھر کے مگر مصنف نے بالوکی دیوار اختیار کی جسکو یہ کہہ کر کہ رسول خدا کی
 ساتھ ابو بکر گئے تھے اور غار میں داخل ہوئے بعد جب دشمنی پہنچے تو نبی
 ابو بکر لگے گمراہ نے اور چلانے اور بیلانے تو رسول خدا نے فرمایا کہ مردے
 آدمی کیوں گمراہے جاتے ہو خدا ہمارے ساتھ ہے جس طرح ہم شراشر سے
 محفوظ رہیں گے تم بھی بچ جاؤ گے ایک ملو کر میں کوئی بھی گرا دے گا ایک
 سید بات کو مصنف گمراہ کے جو جی میں آیا ہے لکھتا گیا یہ نہیں سوچا کہ اگر
 خدا پر ہر دس بڑے خلیفہ جی کو ہوتا تو رسول خدا کو اسکے کہنے کی نوبت ہے
 کیوں آتے اور وہ مارے ڈر کے ادھر مری ہے کیوں ہو جاتے۔ اے
 حضرات ناظرین اور سامعین انصاف کیجئے کہ مصنف نے جو نویں فضیلت
 بڑے خلیفہ جی کو دی ہے اس کی حقیقت اور اصل کیا ہے یا صرف ہتھیار
 ہے کہ ابو بکر رونے اور غل مچانے نہ پائیں و سوقت کے لئے وہ تسلی اونکے
 قلب پر نازل کی گئی یا ابدال آباد کو اور تسلی اونکے لئے ایسے دلائے گئے
 کہ وہ قتل کرین مال غضب کرین جو چاہیں کرین مگر یہ آیت اونکی سپر ہو۔
 دسویں فضیلت پر بھی غور فرمیں اسکے بابت کیا کمون وہ تو سارے
 مصنف کے گہرت ہے خدا را انصاف ہو کہ اس آیت سے خلیفہ جی کی نبرگی
 کیا ثابت ہو سکتی ہے یا صرف اس قدر نہ کہ وہ نازک وقت میں رسول خدا کے ساتھ

مددِ الٰہی کی قصد سے پہلے اور ساتھ ہوئے اور غار کے اندر رسولِ مختار
 ساتھ پیغمبر کے کہ آپ کو شہرِ بارکاشہ نہ پہنچ گیا اور تر گئے اور جب کھڑے
 تو لگے رونے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھارس دی اور اوس سے رونا ساقوت
 ہوا یا کچھ اور پھر دوسرے صحابہ سے حق تعالیٰ نے خطاب کیا کہ اوس بزرگ
 وقت میں کہ ایک سجدہ گار رسولِ خدا ہوا تھا تو آگے چل کر اگر ایک ہی سعید ہو
 تو کیا رسولِ خدا کو یاد ہے۔

پس اگر یہ بزرگی قبول کی جائے اور شیعہ ذرہ ہی چون چمانکر میں تو کیا فائدہ
 خلیفہ صاحب کو پہنچ سکتا ہے اور کیا وہ اس آیت کے وجہ سے مطمئن
 ہو سکتے ہیں کہ تاریخ نزول اس آیت سے خلیفہ صاحب معصوم اور محفوظ گناہوں
 ہو گئے اگر نہیں تو تکلیف فرمائے مصنف کے داد دیجائے۔

متعلق صفحہ ۴۵

مصنف کے محنت خاصہ فرمائے کو صفحہ ۳۴ سے ۴۵ تک دیکھ اور پھر کہو
 لوگ کہ جبکہ عشق ابو بکر ہے اور عشق کی وجہ سے نیک بد میں تمیز کرنے کے
 استعداد جاتی ہے ہے ضرور وجد کے حالت میں ہونگے اور نہایت امکانِ فراوانی کے
 پڑھتا ہے حرفِ حق تو کاتب کا ہے تو
 ہے ریزہ ریزہ منکشف احوالِ شگفتہ
 لکھا ہے تو مفسرِ قرآن حدیث دان
 جلد طول ایک سخن مختصر ہے بیان
 تحریر تیری سحر ہے تقریر معجزات
 حلال نکتہ ہائے وقایق ہے تیری ذات
 اور خلیفہ جی کی روح مصنف کے بلا گردان ہونے لگے تو بھی بعید نہیں ہے

مگر صاحبان انصاف سے امید ہے کہ مصنف کے اوسى ترجمہ کو جو اونہوں نے صفحہ ۳۲ پر کیا ہے ذہن نشین کریں اور جو سنے اوسى آیت کو پہنکے ہین اور پھر لحاظ فرمایں اور اوسیکے اوپر سچے مصنف کا قیاس کریں۔

بعد ملاحظہ عبارت مرقومہ بالا جناب عمو یضاً قبلہ و کعبہ جناب مولوی سید علی حسن صاحب مدظلہ نے ارقام فرمایا وہ یہ ہے جبکہ جناب سولڈا صلعم نے جملہ اصحاب است کو تالیف نقلین کر دیا جیسا کہ ضمیر فیکم سے ظاہر ہے اور افعال کلمۃ کو ستر دک فرمایا تو پھر اونکی فضیلت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے اور جنکو اسکی لیاقت نہ ہوئی اور نہ پر سکینہ کیونکر نازل ہو سکتا ہے کہ جو حضرت کا کمانہ مانین اور نسبت ہدیائ کی دین بلکہ تالیقی خدا کے کریں حق تعالیٰ تو فرما دے ما یطعن عن الاموی ان ہو الا وحی یوحی ایسے کلام سر اپا نظام جناب خیر الانام وحی نہایت ملک علام ہو اور حصر اسی میں فرما دے اور آپ کے ذات شریف وحی کا انکار اور ہدیائ کا اصرار کریں خلیفہ رسول ہو کو تو مرین اور قرآن دال رسول کو جلا دین جیسا کہ اوپر کتب الہست سے ظاہر ہو چکا خلافت کا ہیکو یہ تو خلافت ہے اور پھر محذرت ظاہری کو پیش سیدہ طاہرہ حاضر ہوں اور جناب سیدہ بے سبب ففاق قلبی اونکے اونکو بد و عافرا مانین اور تاحیات اونسے کلام نکریں کمانے صحیح البخاری اور رسول خدا کی وصیت کو در بارہ جناب سیدہ بہلا دین اور جسے بضعہ بنتیہ انحضرت فرما دین کمانی کتب الغریقین اوسکے جگر کو کباب کریں در پھر دعویٰ محبت کریں چیتنی کو یا ر غار تہی اور جنگ یلین فرار۔

صفحہ چہین ۵۶

اے حضرات انصاف مقام غور اور عدالت ہے کہ مصنف اور نہمربان اور سر فین مصنف کو جناب سولڈا م سے کتہہ رملات ہے کہ ہوئی ہمتین

صرف اولیٰ لوگوں کی بزرگیاں ثابت کر نیکی واسطے جو بعد رسول خدا کے علامت
 مرتد ہو گئے تھے گمراہ تھے ہین پہلے غور فرمائے کہ پہلے تو یہ دعویٰ مصنف کا ہے
 کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہین اونیہین ہے
 جس کیسی پیردی کردی گئے ہدایت پاؤ گے اور پھر یہ بھی کہتے ہین کہ جناب رسول خدا
 فرمایا کہ میرے اصحاب کو مرے لئے چوڑ دینے میرے حقوق صحب کے اونسکے
 حق میں رعایت کرو اور اونسکے عیب جوئی نکر دو اور پھر سائر شیعہ پر تہمت دے
 جاتی ہو کہ اونسکے کتابونہین یہ شہادت آئیہ کے یہ دونوں حدیثیں موجود ہین
 اور جناب امام موسے رضا علیہ السلام ببالزام قائم کیا ہے کہ ایسی حدیثیں
 توثیق ان حدیثوں کی کی ہے — مری کیا جسکی عقل میں ذرہ سی صلاحیت ہے
 وہ اندک غور میں سمجھ لیگا کہ یہ کس قدر بھاری الزام واسطہ ابطال نبوت کے
 یا ابطال خدائی کے ہے اسواسطے کہ یہ ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا کے ارشاد
 واجب العمل موافق وحی کے تھے پس اگر اوسل ارشاد پر جو رسول خدا کا ثابت ہو کوئی
 الزام لگ سکے تو یہ قبول کرنا پڑیگا کہ رسول خدا نے سوا اللہ بلا وحی جو ٹھہ فرمایا یا
 ہوتا پڑیگا کہ اگر موافق وحی کے فرمایا تو حق تعالیٰ کو خود علم نہ تھا اور دونوں جانبوں
 میں مذہب اسلام میں جو بیابوسے کندہ ہوتا ہے بھلا ہو سکتا ہو کہ جناب یہ فرماؤں
 کہ مرے اصحاب میں سے کیسی پیردی کردی تو ہدایت پاؤ گے اور صنفانایت
 جبرت اور بخیرہ چشمی سے پھر یہ بات کہ ہم خود قایل ہین کہ جو لوگ پیغمبر کے بعد
 مرتد ہو گئے وہ اس حدیث سے خارج ہین پس اگر رسول خدا نے یہ فرمایا کہ میرے
 اصحاب میں سے کیسی پیردی کردی تو ہدایت پاؤ گے اور آپ کے بعد ایک بھی مرتد نہ
 ثابت ہو تو کسی لفظ کا نتیجہ کیا ہوگا سوا اللہ سوا اللہ یہ تو بعضے ان حدیثوں کے
 ہو ہی نہیں سکے کہ رسول خدا یہ فرماوین کہ میرے زندگی میں اگر کیسی پیردی کردی

تو ہم بیت پاؤ گے اس واسطے کہ آپ کے رو برو پیر وی کرنے کسی صحابی کے کیا ضرورت ہے
 بلکہ بعد آپ کے تو بعض اصحاب کے ارتداد کا مصنف خود قائل ہے پھر رسول خدا بدریہ وحی
 کیونکر فرمائے کہ یہ یکی پیر وی حالانکہ گمان تھا کہ کوئی یا کسی سے ضلالت اور ارتداد
 ہوگا اور وہ مرتد جبکہ کسی کے لفظ بلا امتثال ہے تو کیونکر ہم سے جدا اور ہدایت
 کرنے والوں سے علیحدہ اور اس کے ساتھ پیر وی کرنا مستحسن ہے مگر یہ کہ مستغفر
 ربی و اتوب الیہ میں کہتا ہوں کہ دونوں حدیث بنائے ہوئے ہیں اور ہرگز جناب
 رسول خدا نے نہیں فرمایا میں در واضح ہر دو حدیث نے جناب رسول خدا پر لازم قائم
 کیا ہے اور جو ان حدیثوں کی صحت کا قائل ہو وہ بھی رسول خدا کو ملزم ٹھہراتا ہے
 اور آئمہ کرام نے ہرگز صداقت ان حدیثوں کی نہیں اور کوئی شیعوں کی حدیثوں کی
 صحت کا قائل نہیں ہو سکتا علمائے کرام شیعہ نے جہاں ان حدیثوں کو نقل
 کیا بطور سارحنہ کے لکھا ہے اور اعتراض کیا ہے۔ ان حدیثوں سے حدیث
 تقلید غارت ہوتی ہے نہ قرآن کی حاجت باقی رہتی نہ اہل بیت کے جو کہ خود
 زائد مصنف نے لکھا ہے کہ شیخ صدوق نے یہ فرمایا اور صاحب استقصاء الامام
 نے یہ قشام کیا میں وسیع لفظ کرنا مفضل جانتا ہوں جو کوئی اول
 مواقع کو گناہ نہیں دیکھے گا سمجھ لیا کہ مصنف نے صرف اپنی رائے کی رونق
 دینے کو رنگا مینری کی ہے اور اس کی کہ اصل نہیں ہے۔ اب میں پکار پکار کر
 کہتا ہوں کہ یہ دو حدیث سچی نہیں ہیں اور کہانی جالی اور بیوقوفانہ بھی ایسا
 نہ کہ لگا کہ میرے گھر میں جو کوئی ہے جو میرے چال و چلن اور رویہ اور اقوال کے
 بابت کہے اس کو سچ جانو اور اس پر عمل کرو اس واسطے کہ کوئی نہیں جانتا اور
 سمجھ سکتا کہ ادینوں ان جہاں اور کون برا ہے چہ جائیکہ پیغمبر جو بدریہ وحی نے
 ارشاد کرے اور جس کو معلوم ہو کہ اس کے اصحاب میں مرتد ہونے والے ہیں

اور جیسا جاس کلمہ سولڈ لے فرما دیا تو پھر کیا ضرورت تھی کہ اپنے
 مرض الموت میں جناب سولڈ القول سینو نکے فرما دیں کہ بڑے خلیفہ تھی جا کر امام
 جماعت بنی اسواسطیکہ جب یہ مکہ چکے کہ جس کی پیروی مسلمان کریں تو ہر
 پانچے تو پھر چاہیے مسلمان مغیرہ کی پیروی کرنے یا زیادتی نجات پاتی حالانکہ
 اون دونوں کے حالات اور نیز منجملہ خلیفہ جی کا انصاف صفحہ ۳۹ ترجمہ تلخیص
 ابو القاسم طبعہ دہلی میں یہ لکھتے ہیں مغیرہ کو حضرت عمرؓ نے بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا
 اور جس مکان میں مغیرہ رہتا تھا اوس میں ایک کھڑکی تھی اوس کے مقابل ایک دوسرے
 مکان میں بھی کھڑکی تھی مغیرہ اپنے گھر کے کھڑکی میں بیٹھا ہوا تھا مگر وہ بند تھی
 اور دوسری کھڑکی میں ابو بکر غلام نبیؓ کا اور ایک بھائی اوس غلام کا مادر زاد
 زیاد اور تاح ابن کلاہ اور شبل بن سید یہ چار شخص بیٹھے ہوئے تھے بسبب
 چلنے ہوا کے اوس کھڑکی کا ایک کواڑ کھل گیا اون چار دن نے مغیرہ کو دیکھا
 کہ وہ ام حبیل بیٹی ارقم سے جو قبیلہ عامر بن صعصعہ کے تھے جماع کر رہے
 اون چاروں مردوں نے یہ لکھ کر حضرت عمرؓ کو خبر دی ادھون نے مغیرہ کو
 مغرول کیا اور اپا بوسے الاشعری کو بصرہ کا والی کیا اور گواہوں کو طلب کیا
 جب وہ گواہ دربار حضرت عمرؓ میں حاضر ہوئے ابو بکر تافع شبل بن تینوں نے
 مغیرہ پر زنا کی گواہی دی مگر زیاد بن ابنت نے اچھی صاف گواہی دی حضرت
 عمرؓ نے قبل گواہی دینے زیاد کے یہ فرمایا تھا کہ ایک آدمی سے مجھ کو امید ہے کہ
 بسبب اوس کے ایک صحابی رسول اللہؐ کے جان شایزج جائے اس لیے زیاد نے
 یہ گواہی دی کہ میں نے اوس کو دونوں ٹانگوں میں عورت کے بیٹھے ہوئے دیکھا
 اور اوس عورت کے دونوں پیر اوپر کو ایسے اوٹھے ہوئے تھے جیسے دوکان
 گدھے کے کھڑے رہتے ہیں اور اوس کی سانس بھی چلتی تھی اور جوڑا اوٹھے ہوئے

دگر کھڑا تھا اور سوا اسکے میں نہیں جانتا بڑے فرمایا کہ تو نے ایسا ہی دیکھا تھا
جیسے سلامتی سرسہ دانی میں جاتی ہے اور سینے کہا کہ نہیں پھر پوچھا کہ عورت کو پہچانتا
اور سینے کہا نہیں لیکن اسی ہی عورت تھی جیسے یہ حاضر ہے یہ اظہار حضرت عمر نے
سنتھرا دن تینوں گواہوں کے حق میں یہ کہم دیا جنہوں نے زمانہ کی گواہی
دی تھی کہ دیر بعد دفنہ کے بارے میں یہ ہے —

کیونکہ خداوند کو طرہ کھانے والوں اور زبیا اور غیرہ اور عمر جسکی تم پر ک
نرو تو ہدایت پاؤ گے آیا تم ان سب کے انزال اور عادت کے تحقیق کرنے سے
موجب دوسرے حدیث کے ممنوع ہو کیونکہ سنی صاحبو یہ ہی آپکا مذہب مبارک
اور یہ ہی آپکا اخلاق ہے اور ایسے ہی لوگ صحابی رسول خدا تھے اگر یہ ہی مذہب
ہے تو مبارک مبارک۔

[illegible]

پھر رشتہ جبر ایک کو دوسرے کا بیٹا بناتا ہے اور اوس کی ضرورت
 میں جبکہ ہر حق عیار رشتہ گس گس کی یاد دایت یا حدیث کے لیے تو اوس کے
 اندر ایمین ہے کہ گت ولس یا نمل کہ بنیو اے نے او سکوفون ہی کر لیا تھا
 اور حنفیہ کھڑی نہیں کیا ہے تاوقتیکہ اس نے لیا جائے کہ جب پہنچے ابو اسحاق کی
 عمارت کو اٹھا لیا یا نہ یاو وغیرہ نام لیا یون ہی حدیث مستدلہ مصنفہ کتب
 از سب حقہ میں رج ہو کر اور کو نہ مطلقہ نہ بکمانہ تھا اور جب کسی نے اعتراض

اولہا اولہا کے حسب طرح چاہتے ہیں سلجھاتے ہیں اور اپنا دل خوش کرتے ہیں
 ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ ہرگز ہرگز کوئی پیغمبر یہ نہ کیگا کہ برس کے عیب
 نہ کیو اور ان کے تحقیقات نکر و اور پیغمبر کی رعایت سے انکو اچھا سمجھ لو اور
 انکی پیروی کرو اور اس پیروی سے امید نجات کی رکھو چہ جائیکہ ہمارے
 رسول خدا ایسا فرماتے اور ہکو بدکاروں اور جو بے گواہی دینے والوں کی
 پیروی کرنے کا حکم دیتے اور ہکو کیونکر تعجب ہو کہ ہم یہ تو ان لوگوں میں
 دیکھیں جو ان حدیثوں کو سچا ماننے والے ہیں کہ وہ ان لوگوں کے خطاؤں کے
 تحقیق نکرین جبکہ رسول اللہ میں موجود ہونا سن لین اور بنیائے
 خطاؤں کی تحقیق کریں اور انکو اپنی کتابوں میں رج کریں یہ بھی ہم کہتے ہیں
 کہ اگر ان دونوں حدیثوں کا سچا ہونا اور رسول خدا کا فرمانا ثابت ہو جائے اور
 ائمہ کا قبول کرنا ٹھہرا جائے تو ہم سنی ہی ہو جائینگے مگر توبہ توبہ دین محمدی
 ترک کر دینگے اور اس سے زیادہ اور کیا کہیں اپنی کتابیں بھی آپ دیکھئے کہ اگر
 بھی موضوع ہونا اس حدیث کا ظاہر ہے منہاج السنہ میں ابن تیمیہ کہ زبان
 مصنف سنتے الکلام شیخ الاسلام ہی کہتا ہے واما قولہ اصحابی کا نجوم باہم
 اقتدیم فو حدیث ضعیف ضعیفۃ ائمہ الحدیث قال البراء بن عازب حدیث لا یصح عن
 رسول اللہ ولسین ہونی کتب الحدیث المتحدۃ اور مولوی عبدالحی کہ زبان
 اہلسنت بحر العلوم میں اپنی شہرہ سلمۃ البیوت میں کہتے ہیں اما المعارضۃ
 باصحابی کا نجوم باہم اقتدیم اتہدیم رواہ ابن عدی وابن عبد البر و قد روا
 شطر دیکھ من لہمیر الامم المونین عالیشانہ الصدقیہ کافی المختصر منہاج
 باہما ضعیفان لا یصلحان لعمل فضلا عن معارفۃ الصحاح اما الحدیث الاول فلم

یعرف قال بن الجزم نے رسالۃ الکبر کے مذبذب موضوع باطل و بے قال حدیث
والبراء و اما الحدیث الثانی فقال لذہبی ہوں احادیث الواہیۃ الحق لکثیر
لہا اسناد یغنی شیخ الاسلام اہلسنت تو یہ کہتے ہیں کہ حدیث اصحابی کالجزم
اے حدیث ضعیف ہے اسکو جمیع ائمہ حدیث نے ضعیف جانا ہے براء نے
کہا ہے کہ یہ ایسی حدیث ہے کہ صحبت اسکی رسول خدا سے نہیں ہوئی اور کتب
سندہ حدیث میں بھی نہیں ہے اور بحر العلوم اہلسنت شرح مسلم الثبوت میں
لکھتے ہیں کہ حدیث اصحابی کالجزم آہ حدیث خذ و شطر و سیکم بن الجزم یہ دونوں
ضعیف ہیں عمل کرنا و نپہر جائز نہیں ہے پس صحیح حدیثوں سے محارص کیونکر ہو سکتی
ہیں حدیث اول معروف نہیں ہے ابن حزم نے رسالہ کبریٰ میں لکھا ہے کہ جو
ہے اور بنائی ہے باطل ہے اور احمد اور ہر اس سے قائل اسکے نہیں اور
دوسرے حدیث عائشہ والے اسکے بارہ میں ہی لکھتا ہے کہ یہ اول قادیان
واہیہ سے ہے کہ جبکی سند میں معلوم ہوتی لیجے صاحب ہمنے ضعیف ہونا اور
جو ٹا ہونا وضعی ہونا باطل ہونا ابتداء کلام میں سنتے الکلام کے شیخ الاسلام
کی زبانی واضح کیا اور بالآخر بحر العلوم جو مسلم الثبوت آچکے ہیں اونکے بیان سے
بھی مسلم الثبوت کر دیا ہے سخن شناس نے دلبر اخطا میں است ۴۔
جواب متعلق صفحہ ۵۵

ارے صاحب مطلب یہ ہے جہاں مومنین پر بدوں رسول خدا کے سکینہ نازل
ہوا وہاں خدا نے یہ لفظ مومن اوس منزل علیہ کو تعبیر فرمایا ہے خواہ بہت
مومن ہوں خواہ ایک خواہ رسول خدا کے ساتھ نزول سکینہ میں شریک ہوں یا لہذا
اونپہر نزول سکینہ ہوا ہو مگر مومن ہونا اونکا ضروری تھا پس اگر اس غار میں
بھی کوئی مومن ہمراہ رسول خدا ہوتا اور سکینہ اوسپر نازل ہوا ہوتا تو لفظ مومن

یہاں بھی تصریح ہوتی پھر اگر انزل اللہ سکینہ علیہ کی ضمیمہ ارجع بطرف ابی بکر کجا و
تو ایندہ بخود نم نہ وہا کے ضمیمہ بھی عابد طرف ابی بکر کے ہو گئے اور تائید بخود انزل
کے عمل میں آئی ہوگی مگر با اینہم سوائے فرار کے کہی نہ سنا کہ کوئی گیت انکے
ہاتھ رہا علاوہ اسکے اگر مہاجرین مدوحین میں بیاس خاطر آپ کے انکو دخل
بھی رکھیں تو آخر جناب سیدہ ۴ بہترین مہاجرین تین کہ کتہ سے بھی ہجرت
فرمائی اور شرف صحابیت اور اہلبیت ہونیکا یہ سب حاصل تھا اور شرف و خیر
پیغمبر ہونیکا تو ایسا ظاہر ہے کہ انکار اوسکا بلکہ سب مذکورات بالا کا انکار
اختاب نمبر وز ہے اور مہاجریت کا مرتبہ بھی ایسا ہونا کہ قطع نظر ہجرت مکہ
ابو بکر سے بھی ہجرت فرمائی تا دم مرگ کذا فی صحیح البخاری پس جن مہاجر و
پاس ایسی محذوہ عالم کانیکا کہ جسکے بارہ بن سورہ ہل تے ادا یہ تطہیر وایہ
قوال القربے حقہ نازل ہوا اور گواہی جناب علی ابن ابیطالب و سبطین داکم
ایمن کی مقبول نکی وہ لوگ کیونکر مہاجرین مدوحین میں ہونگی۔ ہمیں تو ہے
اوسی ظالم سے کینہ کہ جسنے باغ کو زہر اسکے چینا۔

متعلق صفحہ ۶۸

یہ تو بڑی شہادت فضیلت سائر صحابہ کے مولانا نے پیش کی اور اپنے
زعیم غالی میں ہر طریق سے شیعوں کا صفحہ بند کر دیا مگر یہی کہ دروغگو
حافظ نباشد ابی ابی صفحہ ۵ پر اسکا اقرار ہے کہ ہم خود قائل ہیں کہ
جو لوگ پیغمبر کے بعد مرتد ہو گئے وہ اس حدیث اصحابی کا نجوم یا تیمم اقتدیم
تہت تیمم کے صدق سے خارج ہیں اور صرف چند صفحہ لکھ کر بول گئے
بلا استناد و ما جناب سیدالساہدین میں سارے صحابہ کو دخل کر دیا
اور صفحہ ۳۷ پر پراوسی زبان و قلم سے جس صفحہ ۵ رنگا تھا یہ لکھ ڈالا

جو فضائل امام نے بیان کئے ہیں وہ تمام مہاجرین و انصار پر خصوصاً
 خلفائے ثلاثہ پر صادق ہیں اب صفحہ ۷۵ اور ۷۶ کو کوئی نصف ملاحظہ کر کے
 داد عدالت کی دیوے بہلا ممکن ہے کہ مولوی سید ممدی علی صاحب نے
 بعض صحابہ کو تحقیقات کر کے مرتد قرار دین اور قائل ہو جائیں اور جناب
 سید الساجدین امام زین العابدینؑ کی سیکو مرتد قرار نہ دے سکیں و ربلا استثنا
 سارے صحابہ اور مہاجرین اور انصار کے حق میں دعا گوین عام اس سے
 کہ وہ مرتد ہوں یا سافق نہ خدا اپنے رحمت اول پر بھیجے اور اونکی پیروی
 کرنے والوں کو خیرائے خیر دی۔ اے صاحبان انصاف جس دلیل اور
 جہان سے حدیث اصحابی کا انجم سے مولوی ممدی علی صاحب نے صحابہ
 مرتد کو مستثنیٰ کیا ہے اسی دلیل سے ہم بھی کہتے ہیں کہ جن پر اطلاق
 مہاجر یا انصار کا عموماً ہو سکتا ہے انہیں سے جنہوں نے انراض ہوئے
 کی وجہ سے اپنا خانہ عمل تباہ کیا وہ اس عا سے خارج ہیں اور اس دعا
 میں وہ اصحاب شامل ہیں جن کے حق میں جناب سونڈا نے دعا فرمائی
 اور ہم بڑے بڑے کتابوں اہل سنت کا حوالہ دینا چھوڑ کے اس واسطے
 ایسی کتاب کا حوالہ دیتے ہیں کہ جسکو ہر کوئی اردو خوان دیکھ سکتا ہے۔
 وکیو ترجمہ مرغوب جذب القلوب۔ یہ کتاب شاہ عبدالحق دہلوی کے ہے
 اور مولوی عبدالحق نے ترجمہ کیا اور مولوی عبدالوہاب ندویس کلکتہ کی فرامش
 سے منشی نول کشور نے چھاپی۔

صفحہ ۱۶۳

اور بھی خبر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیعہ قدس میں تشریف
 لائے اور تین بار فرمایا السلام علیکم یا اہل القبور اور بھی فرمایا کہ آرام سے رہو

اس جہان سے گزرنے والو چھوٹ گئے تم اور ان بلاؤں سے اور فتنوں سے جو تمہارے بعد آنے والے ہیں بعد اسکے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ لوگ بیخواس جہان سے گزرے ہوئے تھے بہترین صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہیں جیسا یہ ایمان لائے ہم بھی ایمان لائے ہیں اور جیسا ان لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا مال صرف کیا ہم بھی اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور جیسا یہ لوگ جن جہان سے کوچ کر گئے ہم ہی کوچ کر جائیگے پھر ان لوگوں کو ہمیں زیادتی کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس جہان سے گزر گئے اور اپنے اعمال حسنہ کے اجر سے کہ دنیا میں تہمتیں نہیں ہوئی اور نہیں جانتا ہوں کہ تم اسکے بعد کیا کام کرو گے اور کیا فتنہ تمہارا درمیان میں اٹھے گا۔

صفحہ ۹۳ کتاب کور

اور خبر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصعب بن عمیر کی لاش پر کھڑے ہو کر آیہ کریمہ من المؤمنین جال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ لایہ اور دعا اللہم ان عبدک بنیک شہدا ان ہولاء شہداں پڑھ کر فرمایا کہ آؤ اور شہداں احد پر سلام پڑھو کہ جب تک آسمان و زمین قائم ہے جو شخص ان پر سلام پڑھے گا اس کو یہ جواب سلام دینگے پھر اور جگہ دو سر شہید ایدر کھڑے ہو کر فرمایا یہ مرے اصحاب ہیں ان پر قیامت کے دن گواہی دوں گا حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آئیں گے اصحاب نہیں ہیں فرمایا کیوں نہیں ہو لیکن میں نہیں جانتا کہ تم بعد میرے کیا کرو گے اور یہ لوگ میرے سامنے اچھی طرح بنائے گئے ہیں۔ اب ابابہ بصیرت و اصحاب خیرت نہر جناب صدیق علیہ السلام بہادر و پرہیزگار و دین کے ذرہ سما موقع دیکھ کر سقند

جزا مت کی ہے اور اپنے سچہ میں زمین کو آسمان کر دیا یہ جناب سید الساجدین
 علیم السلام نے انہیں اصحاب کے واسطے دعا فرمائی کہ جن کے فرار تقدیر
 پر جناب سولہ نے سلام پڑھانے اور لوگوں کے لئے دعا کی جنہوں نے
 اور حضرت کو ستایا اور دکھ دیا اور مہتاب حرمت کی اور خانہ ماست کو
 برباد کیا بلکہ ان کے حق میں صحیفہ کاٹیں یہ فرمایا ہے اللہم العن عدائکم من الاولین
 والآخرین ومن ہنئ یقتضی حالہم واشیاءہم اتباعہم۔ دیکھو دعا روز عید النبی
 اور جمعہ اور اگر کتاب جذب القلوب کے عبارت ایت سی نہ تو اصل حدیث بھی
 نذر ہیں۔ خَرَجَ الثَّقِیانی عَنِ بْنِ سَعْدٍ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْخَوْصِ وَالْيَبْرِ غَنَى الْإِي زَجَالَ شَكُمْ خَتَّةً أَوْ إِبْهَوْمِيَّةً أَلْتَمَّ لَنَا لَمْ أَتَّجِلْ
 دُونِي فَأَقُولُ أَيْ رَبِّ صَاحِبِي فَيَقَالُ نَبَاكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدُ ثَوَابِكُمْ فَأَقُولُ
 سَحَابًا سَحَابًا بَدَلُ بَعْدِي وَفِي آخِرِهِ لَسَلِمَ عَنِ ابْنِ حُمَيْرٍ قَالَ تَرَدَّاسْتِ
 عَلَى الْخَوْصِ وَأَنَا أَذْوَادًا نَاسَ عَنْهُ كَمَا يَذْوَادُ الرَّجُلُ عَلَى الرَّجُلِ عَنْ ابْنِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ
 اللَّهِ تَرَفْنَا قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَاءٌ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرَوْنَ عَلَى عَرِّ الْجَلِيلِ بَرْنُ ثَوَابِ الْخَوْصِ
 وَلَيْسَ دُونَ عَنِّي طَائِفَةٌ مَنَكُمُ فَلَا يَصِلُونَ إِلَيَّ فَأَقُولُ يَا رَبِّ صَاحِبِي أَصْحَابِي مَسْجُونِي بَلَاكُ
 أَفَقُولُ وَيْلَ تَدْرِي مَا أَحَدُ ثَوَابِكُمْ وَفِي آخِرِهِ لَمَّا عَنِ حَذِيقَتِهِ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ لِيُرِدَنَّ عَلَيَّ حَوْضِي أَقْوَامٌ فَيَسْتَلِمُونَ فَأَقُولُ صَاحِبِي فَيَقَالُ نَبَاكَ لَا تَدْرِي
 مَا أَحَدُ ثَوَابِكُمْ خَرَجَ مَالِكٌ فِي سَوْطٍ عَنِ ابْنِ الْمُنْهَرِقِ قَالَ مَرَّ ابْنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِشَدْرَةِ أَحَدٍ فَقَالَ هُوَ لَاؤُا شَدَّ عَلِيمٌ فَقَالَ ابْنُ بَكْرِ السَّنَابَا خَوَاتِمُ يَا رَسُولَ
 اسْمِنَا كَمَا اسْلَمُوا وَجَاهِدْنَا كَمَا جَاهِدُوا فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَى وَلَكِنْ لَا أَدْرِي
 مَا تَحْتَدُونَ بَعْدِي فَبَكَى ابْنُ بَكْرِ ثُمَّ بَكَى ثُمَّ قَالَ وَأَنَا لَكَا يُنَوِّنُ بَعْدَكَ خَرَجَ النِّجَارُ
 وَالْزَمْدِيُّ عَنْ مَعْنَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْحِبٍ قَالَ جَادِرُ جَلِّ مَنَاجِلِ صَحْرٍ يَدُ الْج

فراوی قوماً جلوساً فقال من هؤلاء قالوا قریش قال فمن الشيخ فمهم قالوا عبد اللہ
 بن عمر فقال یا بن عمر انی سألک عن شیء فحدثنی بل تعلم ان عثمان فریوم احد
 قال نعم بل تعلم انه تعیب عن سبغیة الرضوان فلم یسجد ما قال نعم فقال الرجل اللہ
 اکبر ثم دے فقال بن عمر فقال بین لک تا فرارہ یوم اما فاستہدان اللہ
 عفا عنہ قال اللہ تعالیٰ ولقد عفا اللہ عنہم واما تعینہ من رفاۃ کان
 تحتہ رقیۃ بنت رسول اللہ وکانت مرضیۃ فقال لہ ابنی صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم اقم معہا و لک حر رجل ممن یشہد بدراً و سہمہ و اما تعینہ عن بیما الرضوان
 فلو کان اجد اغریطن مکہ من عثمان لبعثتہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان لی
 مکہ وکانت سبغیۃ الرضوان بعد ما ذهب عثمان فقال صلی اللہ علیہ وسلم یدہ
 الیمنی علی الیسر قال ہذا عثمان وکانت یسر سوان صلی اللہ علیہ وسلم تعلم حمان
 خیر امن ایما نھم ثم قال بن عمر للرجل اذهب لہا الان سکت اخرج البخاری
 عن المسیب بن رافع قال لقیۃ البراء بن عازب فقلت صدق بک لک صحبت
 رسول اللہ و بایعۃ تحت الشجرۃ فقال یا بنی انک لاتدری ما احداثا بعدہ
 تتمہ صفحہ ۵۷

بہذا شعار حملہ حیدری بعد اس فقرہ کے یہ قول باطل ہے چند دلیلوں سے
 کیوں جناب لاکیا اب حملہ حیدری نہیں سنبل سکتا جو ہنگد ریٹری اور حملہ سے
 گزری ہو لانا آپ ہی قول مندرجہ صفحہ ۱۱۹ کے خلاف کرتے ہیں اور جو کہ صاحب حملہ
 لکھا سب کو کیوں نہیں جانتے اور کیوں البطل پر توجہ ہے —
 ایضاً بعد اسطر دس فقرہ کے ایمان لانیوالا نہیں کہتی
 یہ تو آپ کیسے توجہ نہیں کرتی کہ بڑے خلیفہ نے چوبیٹ دل سے نبوٹ کے
 قصد تو کی تھی مگر یہ البتہ کہتے ہیں کہ اس وقت ہی میں نبی مہلائی دنیوی بھی

سوچ لی تھی اور باایمان اور بے ایمان کے پرکھنے کی کسوٹی اور سوقت حاضر ہوئی
جب انکو خلافت پونہچی مصرع گرد دولت برسی مست نگر دی بروئے
تتمہ صفحہ ۷۷

پانچویں لیل ساتویں سطر کے اس فقرہ کے بعد فرض کیا جاوے تو تمام مہاجرین
و انصار اب تو مولانا ہمارے دوسرے گیت گانے لگے جسکو اصل بحث سے تعلق
نہیں ہے اور ابو بکر کے سات دوسرے کو بھی سان نے لگے لہذا حکومزدور نہیں ہے
کہ سوائے اسکے کچھ اور کہیں کہ خلیفہ جی اوس حدیث میں داخل ہیں جسکو ہم صفحہ ۷۸
کے حاشیہ میں پیش کر چکے۔

صفحہ ۸۱

بعد ان اشعار کے ۷۷ امدان یارے کہ من بنیواستم ۷۷ راست شد کارے کہ
من بنیواستم ۷۷ اس فقرہ کے میں اور ہنوی کو خوب مار پیٹ کے۔
این آگے تو یہ اشعار علی الکفار ہونے والے ہیں مگر ابھی اشعار علی المسلمین
و اشعار علی القربے ہو رہے ہیں پھر جب رتبہ تشدد کفار کے پایہ پر پہنچے گی
تو سندھ سے شدت ہوگی مگر جب تلوار چمکے گی تو ہر جگہ پیٹھ دکھلا پٹنگے۔
ذرا تاریخ اٹم کوئی سے ملاحظہ ہو کہ جب اپنے عہد خلافت میں ابو لولو کو حکم
سنایا اور عین ممبر پر ابو لولو نے انکسین کھائیں تو منجملے خلیفہ صاحب شدت
کیسی کا فور ہوئے اور کیسی حالت ہوئی تھی۔

صفحہ ۸۵

بعد ازیں ۸۵ ۷۷ اور کیفیت ایمان اور دن عمر بن خطاب - بعد از
چرب بنی اور تکرار ناحق سے فائدہ ہاں صاحب ہاں حملہ حیدری بن یونس
لکھا ہے اور منجملہ خلیفہ بنی مسلمان ہوئے ہیں کو مارا ہنوی کو ٹھوٹا

مگر مرے کیسے اسکی تو خبر لیجئے اور جو باتیں بنانا ہے وہاں کے واسطہ رکھ
چوڑے ذرہ اسپر بھی تو لحاظ ہو کہ میان شیطان کیونکر معلم الملوک ہوئے
تھے اور پھر کیسے ملعون ٹھہرے آن ابتدا این انتہا و اہل چور۔

تیمہ صفحہ ۹۴

کیا خوب کیا خوب عشاق صدیق اکبر اور فاروق اعظم کا غلطہ کس سخن سازی
اور چرب زبانی مصنف پر مچے تو عجب نہیں مگر جو سمجھنے والے ہیں وہ بخوبی
سمجھ لینگے کہ دعا جناب سید الساجدین کو خواہ مخواہ بڑے اور منجیلے خلیفہ جی
کے حق میں قرار دیکر افونکی سرگذشت بیان کر کے دل خوش کر لیا ہی مگر عجیبو
سمحت حیرت ہے کہ چوٹے خلیفہ جی کیون اور کس مناجات سے چوڑوی گئی کیا
اونکے ایمان میں کیا کچھ کسر تھی جو خانہ مصنف سے عثمان بن عفان کا نام نہ نکلا
موقع تو اچھا تھا سادہ و عظیم زبیر اور جو جو باقی رہ گئے سب کو اسی جگہ لکھنا یا ہوتا
مگر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کم ضرور ہے۔ ورنہ جب خصوصاً مناجات کو بحق خلفاء
مکلفہ عائد کے تھے تو کیا رے عثمان کا نام کیون چھوٹا۔ ہلکوکہ ضرورت نہیں ہے
کہ ہم بڑے اور منجیلے خلیفہ کے ایمان لانے اور مسلمان ہونے میں بحث کریں
اور مصنف کی طرح کا خدا و قلم اور سیاہی کا خون کر کے اپنی اوقات کو ضایع
کریں اور ابتدا ہی کو مشا دین ہلکو تو یکم اول باخر نسبتے دار و گفتگو اونکی خاتمہ
پر ہے سوا بتک لوی مہدی علیہما نصاحب نے دونوں کے با ایمان مرنے پر
بحث نہیں کی اور غور نہیں فرمایا کہ حوض کوثر پر جناب سولہا آخر نے دینگے
یا نہیں۔ مولوی صاحب اچھی طرح سطن ہیں کہ وہ دینیں صاحب کے تلج
ہیں کہ جبکہ ارتداد کے وہ خود اور جنکے ہم قائل ہیں وریقین فرما دیں کہ وہ
ہرگز اون صحابہ کے تابعین میں نہیں جنکے لئے امام برحق نے دعا فرمائی تھی

مولوی صاحب کی غرض پر میری عرض ہے کہ جو شخص عقل و ایمان رکھتا ہو اس سے لازم ہے کہ پہلے دیکھے کہ حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے جسکو کوسا ہو جس سے نبیوں نے ہون جسکو اپنے جنازہ پر آنے کو منع کیا ہو اس کے حق میں عا و ن حضرت کے پوتے جناب امام زین العابدین علیہ السلام فرمائینگے اور پھر امام کے دعا کی الفاظ پر غور کرے اور بعدہ شیعہوں کے عقیدہ پر غور کرے اور بت انصاف کرے کہ امام کے قول کے مطابق صحابہ برحق کو شیعہ کہا نکتک معزز رکھتے اور انکی پیروی کرتے ہیں اور دیکھ لے کہ سنی حق پر میں یا شیعہ تیسری شہادت — اگر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کا ارشاد ثابت بھی ہو تا ہم خود ا و ن الفاظ کو صدق دل سے کہتے ہیں جسکو صلف نے لکھا ہے اور پھر بھی کچھ فائدہ ا و ن اصحاب کو رسول خدا کے ا و ن الفاظ سے نہیں ہوتا جو بے ایمان ہو کر مرے اور جنہوں نے فتنہ اور فساد است رسول برحق میں اٹھایا اور ایک ہ کے چلنے والوں کو متبرکین ندوینین بٹکایا۔

چوتھی شہادت

مصنف نے ناحق سرسخرن کی اور اپنی اوقات ضایع کی بے شک رسول خدا ا و ن اصحاب سے کہ جنہوں نے فتنہ اور فساد پیدا نہیں کیا دشمنی رکھی وہ مستوجب عذاب ہے اور جو دوستی رکھی وہ سخت ثواب ہمارا ایمان اور اعتقاد یہ ہے اور عداوت ہکومرف اوئے ہے جو جو بغض و عناد اور فتنہ و فساد گروہ صحابہ سے خارج اور اعداء محمد صلی اللہ علیہ الہ وسلم میں داخل ہوئے اور جنکی شان میں جناب رسول خدا نے وہ حدیث ارشاد کیں جو صفحہ ۶۸ کے متعلق ہم لکھ آئے ہیں اگر کسیکو سیر ا کس مقام کے پڑھنے سے نہونی ہو تو پھر پڑھ لے جو جو حق کو شر سے نکالے جائینگے اوئے ہم ابھی سی تا فرہین اور مستحب

رحمت و عفو ان ایرد سنان ہونکے اور وہ تو ایسے جیسا ہیں کہ جب تک حوض کوثر نہ نکالے جائینگے اپنے کو صحابہ میں داخل ہی سمجھیں گے حوض کوثر پر پہنچے ہی پڑینگے۔

صفحہ ۹۸ پانچویں شہادت

جھوٹے تہمت کذب افتراء ہے ہرگز ہرگز سچ نہیں ہے کہ کوئی شیعہ قائل ہو کہ رسول خدا ابو بکر اور عمر اور عثمان کو سمیع اور بصیر اور فتوا دفرمایا ہے۔ رہا یہ کہ کتب مذہب حقہ میں یہ مضمون جو درج ہے سو یہ کوئی دلیل نہیں ہے کہ سچ سمجھ کر ابو ایسی کتابوں میں نقل کیا ہے اگر ہم ایسے مقام پر لکھیں کہ ہندو کہتے ہیں برہمنان ہمیں اور عیسائی کہتے ہیں خدا اور سچ اور روح القدس تینوں خدا ہیں اور پھر خدا واحد ہے اور پھر ہم کہیں کہ یہ صرف اذکار کا کتا ہے کتا ہے خود اونکی کتا بونین اسکا جو نہیں ہے بلکہ اصل اسکی یہ ہے کہ حضرت سچ نے یہ فرمایا تھا کہ میں خدا سے ہوں اور خدا مجھے اور روح القدس مجھ میں ہے اور اسکا مطلب یہ تھا کہ خدا نے مجھے پیدا کیا اور جب اوسنے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے جدا کیونکر ہے اور روح القدس نے امر الہی پر مجھے خبردار کیا ہے سو وہ مجھ میں ہے تو اس لکھنے سے کوئی یہ معنے لگا سکے گا کہ میں قائل ہوں تثلیث کا مسئلہ صحیح ہے کہی ہیں یہ ہی حال اس شہادت کا ہے کتب حقہ میں اگر اپنے مقام پر یہ بیان کیا گیا کہ فضیلت ابو بکر اور عمر اور عثمان میں کما حقہ ہے کہ امام موسیٰ رضا علیہ السلام نے ایسا ارشاد فرمایا کہ جناب سول خدا نے ابو بکر کو سمیع اور عمر کو بصیر سے اور عثمان کو دل سے نسبت دی ہے اور پھر حجت کی گئی کہ اگر ایسا کہا ہے ہوتا تو اسکی مراد یہ ہوتی تو یہ لازم نہیں آتا کہ شیعوں کو مانے ہوئے یہ حدیث ہے اور امام موسیٰ رضا نے اسکی تصدیق فرمائی ہے اصل یہ ہے کہ بطرح امامیۃ العلم و علی بابا جہاں سول خدا نے فرمایا تھا

سنون نے فضائل خلفائے ثابت کر نیکو بڑا دیا کہ انا مدنیہ العلم و علی ما بہا
 و عمر جد ار ہا و عثمان سقفا سیطرح یہ بھی حدیث گڑھی گئی کہ ہے - اب
 ایک خط مولوی صفدر علی کا اس مقام پر ہم پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو -
 نقل خط کہ وہ اصل ہے - محذومی لکری جناب شیشے سید غلام حیدر صاحب
 سلمہ اللہ العالی بعد سلام نیاز و التیام واضح رائے سامی ہو کہ عنایت نامہ مصر
 ہوا کہ پونچکے موجب شکوری ہوا ارسال جواب میں کہ توقف ہو بھت کثرت
 مشاغل معاف فرمایا گا آپ نے انبیت خداوندیوں سے و ذات روح القدس
 کے نسبت استفسار فرمایا اور یہ بھی ارتقام ہوا کہ یہ استفسار بنظر تحقیق ہی نہ بنظر
 بحث و تکرار پس اے محذوم آپ کو واضح ہو کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے
 ایک استفسار کیا اور بہت ممنون ہوں گا کہ جو کوئی امر آپ تحقیق کیا جا میں اندر
 مسیحے میں تمام کریں جو لوگوں کو آرزو رہتی ہے اور خدا سے چاہتے ہیں کہ لوگ متوجہ
 ہوں اور دریافت فرما وین اظہار حق الامم ہر شخص پر ہمیر واجب و فرض
 ہے خصوصاً جو لوگ سلیم الطبع و حق جو ہیں و نکی خدمت میں التماس کرنا
 نہایت ضرور آپ کسی نوع کسی امر کے دریافت فرمانے میں تامل نہ کریں
 جس قدر مجھے معلوم ہو گا عرض کروں گا اب میں جواب استفسار عرض کرتا ہوں
 بقدر حاجت اگر زیادہ صراحت اسباب میں مطلوب عرض کر نیکو حاضر ہو واضح ہو کہ خدا واحد
 اعتدلی کہی ہوئی و حاکمیت ذات الی اصول یا نہایت ہی سچی ہے جس شخص کہ خدا تعالیٰ کو
 وحدہ لا شریک نہیں جانتا ہر وہ سچی نہیں تمام کتاب مقدس میں جا بجا مرقوم ہے کہ خداوند ہمارا
 خدا خدائی واحد ہے جو جب کتاب موصوفت توحید ذات الہی، تلیث کے ساتھ
 بیان جو ہے اس مضمون سے کہ ذات واحد میں تین اقوام ہیں جو خدا میں
 جو انجیل میں آپ و ابن روح القدس موسوم ہوئی اب مراد ذات مطلق

و منیب جو سب چیزوں کا باعث اور تمام مخلوقات کا علت اور سارے
 نعمتوں اور رحمتوں اور سعادتوں کا قاسم ہے۔۔۔ ابن سے مراد علم ازلی
 اور کلمۃ اللہ ہے کہ وسیلہ ذات منیب و مقطر ظاہر و عیان و موجود ہوتی
 اور ساری نعمتیں اور رحمتیں اور سعادتیں ایسی وسیلہ بندوں کو پہنچتے ہیں
 ایسا کہ نہ فقط عالمہائے بشیمار او کے ذریعہ پیدا ہوئے اور او کے
 وسیلہ سب حفاظت و پرورش ہوتی ہے بلکہ او سیکی وساطت سے
 بندوں کی مصیبت و نا فراموشی معاف ہوتی اور عذاب جہنم سے رستگاری پاتی
 اور نجات ابدی و حیات سرمدی عطا ہوتی ہے روح القدس سے براد
 روح اللہ ہے جو منور کنندہ و تسلی و اطمینان دہندہ اور ہدایت و رہنمائی
 کنندہ بندگان اور پاکی و نیکی بخشنده و سنور کنندہ قلوبے منان ہوا وسیلہ
 ذریعہ معرفت الہی و خدا شناسی و طریق ہدایت آدمی کامل کہتا ہے۔۔۔
 ہر خیدان تینوں میں امتیاز حقیقی ہے پر نہ اس مضمون اور مطلب سے
 کہ گویا یقین ذات یا تین خدا ہیں ہرگز نہیں بلکہ خداے وحدہ لا شریک ہے
 اسطور کہ توحید الہی محدود نہیں ہوتی ہے۔۔۔ باقی رہا یہ کہ اسکا ثبوت کیا ہے
 کہ باوجودیکہ تین اقنوم ہیں پھر بھی ذات کی توحید محدود نہیں ہوتی ہے
 بلکہ بدستور باقی رہتی ہے۔ اسکا ادراک قوت اور طاقت بشری سے
 ناممکن ہے و خارج از غیر عقل محدود و قاصر ہے اسواسطے کہ تثلیث فی التوحید
 و توحید فی التثلیث متعلق باہمیت ذات الہی کے اسرار میں سے ہے اور
 عقل انسانی محدود و قاصر ہے اور اس ناممکن ہے کہ ذات مطلق و منیب و لا آتہا
 غیر محدود کو درک کر سکے اور اسرار اور کثرت ماہیت الہی کو بیان کر سکے
 یا کسی ذات شہنشاہ ذات موجودات ہے اور نہ اسکی ہستی مثل ہماری

ہستی کے ہے تمام انسانوں کی عقل سی مقام پر حیران پریشان ہر چند اپنے
 سوشل کو اور سب سے سبب کو جاننے اور مانتے ہیں مگر کوئی شخص نہیں کہ جو
 دعوے اور کٹا ہیت ذات الہی کا کیا ہو پس کس طور پر عقل کہہ سکتی ہے
 کہ تثلیث اس کی ذات واحد میں ممکن ہے یا ناممکن ہے۔ الغرض ذات الہی کی
 توحید نے تثلیث و تثلیث نے التوحید نہ عقل سے ثابت ہوتی ہے اور
 نہ باطل ٹھہر سکتی ہے۔ البتہ جس حالت میں کہ کتاب مقدس کا سن جاننا اللہ
 اور کلام الہی ہونا بدلائل یقینیہ و براہین قطعیہ ثابت و تحقق ہے پس دین
 ایسا ہی مذکور ہوا جیسا اوپر لکھا گیا لہذا جس باب میں عقل انسان عاجز ہے
 اور حکم اثبات و ابطال کا نہیں لے سکتے ہے ہکواؤسی پر ایمان لانا واجب
 و فرض جو کلام الہی ہے فی الواقع ہے جس کا کلام اللہ ہونا سبب طرح سے
 یقیناً معلوم و متیقن ہے۔ پس معلوم ہوا کہ او سے اقنوم ثانی
 یعنی ابن نے اون وعدوں کے بموجب اور اون بشارتوں کے
 موافق جو ابتداء عالم سے متواتر و متوالی معرفت آدم و ابراہیم و عیسیٰ
 و اسحاق و داؤد و سلیمان و اشعیا و یسایا و انیال و ذکر یا وغیرہ انبیاء
 کرام کے خدا تعالیٰ نے بار بار بنی آدم سے کی تھیں اور صد ہا پیش گوئی
 اور پیشخبریاں استنباط میں انہیں انبیاء کی زبان سے فرمائی تھیں چنانچہ جب تک
 موافقت و مخالفت کے پاس موجود ہیں وقت معین مقام معین حالت
 و طور مقرر و متین میں جسم اطہر انسانی کو مشرف فرمایا جیسے وہ ازراہ روح
 انزلی و ابدی و بے ابتداء و انتہا و جامع جمیع صفات کاملہ رہتا اور ہے اور
 رہے گا جس کا ثبوت کامل ہر نوع تحقیق ہے ہے اسی طور ازراہ جسم
 انسان کامل بھی ہو کر بطن اطہر کو اسے مریم سے پیدا ہوا اور تمام شریح

و احکامات مقدسہ کو جسکے شیعہ انسانوں پر فرض تھے اور سب تکمیل کو پہنچایا
 پنطوسس پلایطوسس کی حکومت میں دکھا دیا صلیب پر لٹھیا گیا مر گیا
 اور دفن ہوا اور عالم ارواح میں جاوے اور تیسرے دن مردوں میں جی اٹھا
 اور آسمان پر عروج کیا خدا اب قادر مطلق کے وہی بیٹا ہے جہاں سے بروز
 قیامت زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے جلال و عظمت کے ساتھ پھر
 آوے گا۔ جیسا کہ یہ سب حالات خدا تعالیٰ نے انبیاء کرام کے معرفت
 بیان فرمائے تھے اور حواریوں نے اسکی ایسی شہادت دی جسکے قبول کرنے پر
 کسی کو چارہ نہیں ہے۔ وہی خداوند نجات مسیح ہے جسکا نام یسوع یعنی
 نجات دہندہ بکمالی بوقت پیدائش رکھا گیا تھا۔ ان سب باتوں کی
 شہادت و دلیل حسبہ مطلوب ہو ممکن ہے پس واضح ہو کہ مسیحی جو خداوند یسوع
 مسیح کو خدا بتایا کہتے ہیں نہ مجازی اور جسمانی سے مراد ہے بلکہ حقیقی اور
 روحانی معنی سے یعنی کہ وہ کاشف و مظهر ذات اور کلمہ ازلی ہے۔
 بیٹے سے مراد ہرگز ہرگز یہ نہیں جیسے انسان کا بیٹا ہوتا ہے اگر ایسا کوئی
 سمجھے وہ ایماندار نہیں بلکہ کافر ہے۔ بلکہ جیسا ارشاد کلام مقدس سے مفہوم
 ہوتا ہے ازلی و ابدی روحانی بیٹا ہے جو ذات و صفات و جلال میں شساو
 و برابر آب کے اور قدس ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ وہ اتحاد دیکھتا ہے
 جو ذات خداوند مسیح کو ذات الہی کے ساتھ ہے اس دنیا میں کوئی شے
 نہیں کہ جسکے ساتھ تشبیہ ہوتی یا کوئی خیال کر لیتا اسکی مثال و نظیر اس
 عالم میں نہیں ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ باوجود امتیاز حقیقی کے پھر بھی
 ایک ہے ذات ہے۔ لیکن سب اعلیٰ و عمدہ اتحاد و یکہتی دیکھتا ہے اس
 دنیا میں باپ اور بیٹے میں ہوتی ہے اس سے بڑھ کر کسی دو شخصوں میں

ایسا اتحاد دیکھائی نہیں اس غرض سے بطور مشابہت ابن و آپ کے نام سے
 ملقب ہوئے تاکہ ہر چند اس حقیقی اتحاد و یگانگی کو اس جہان میں کبھی نہیں
 پہچانتے ہیں مگر اس اتحاد و یگانگی آپ ابن کو خیال کر کے اپنی حقیقت کو قیاس
 کریں۔ سچ کے دنیا میں آپ کا مقصد اور مطلب عمدہ اور بڑا یہ تھا کہ جب
 آدم اور بنی آدم گنہگار ہوئے اور خدا کے نافرمان اور اپنے مالک سے بے
 ہو گئے جس کا کسی طور گناہ سے پرہیز کرنا اور خیر محض کی تعمیل کرنا محال ہو گیا
 پس خدا نے قدر و کس سچان کی عدالت کامل کے روبرو ایک شخص ہی لایق
 بخشایش نہ تھا بلکہ عذاب ابدی کا مستحق ہوا اس کی امر و نہی مانع محال ہو
 کہ اس کی عدالت کامل ہے ناقص نہیں۔ مگر جیسے اس کی عدالت کامل ہے
 ویسی ہی اس کی رحمت بے پایان و کامل ہے نہ اس کی ایسی عدالت ہے جو خالی
 از رحمت ہو اور سیل و آس کی ایسی رحمت ہے کہ خالی از نصفت و عدالت ہے
 لہذا بمقتضائے تکمیل رحمت و عدالت خداوند سبحان نے جسم اطہر کو شرف فرمایا
 اور انسانیت کو قبول کر کے ہم گنہگار و نیک عیوض اطاعت و بندگی کر کے
 ہمارے واسطے راستبازی و ثواب حاصل کئے اور اپنے تئیں ہم گنہگار و نیک
 بدلے قربان اور فدیہ میں دیکر اس طرح سے تمام ایمان لانے والوں کے
 لئے شافع و نجات دہندہ ہوا اس وجہ سے ظہور سچ سے خدا کے تقدس
 و عدالت و محبت و رحمت نہایت درجہ تک بندوں پر ظاہر عیاں ہوئے
 اگر جناب پر بار نہ تو میرے آرزو ہے کہ آپ کتاب مقدس کا مطالعہ فرمادیں
 خصوصاً انجیل کا اگر وہاں نہو پھر یہاں سے روانہ کرے۔ اسکے بعد اپنے
 خلافت خلفائین استفسار کیا ہے ہر چند بقول جناب ب مجھے ان امور سے
 سروکار نہیں رہا۔ مگر حسب لارشا حسب قدر اس وقت فرصت پاتا ہوں

اور خود جانتا ہوں بلارو در عایت احدی مختصر عرض کرتا ہوں۔ اس میں
 شک نہیں کہ علی بن ابیطالب کے روبرو کسی دوسرے شخص کا رتبہ نہ تھا
 کہ خلافت کا مستحق شمار کیا جاوے۔ اسباب میں اگر ہم دریافت اون
 روایات کی صحت اور اصلیت کے جانب ملحقیت نہوں جو اہل تشیع
 اثبات خلافت بلا واسطہ علیؑ میں پیش کرتے ہیں بلکہ اوہنے قطع نظر کر کے
 محض انہیں احادیث اور روایات کو باضافہ دیکھیں جو صحاح ستہ یا دیگر
 کتب سیر میں اتیک باقی ہیں اور جو اہل تسنن کے نزدیک معتبر ہیں۔
 وہی ہمارے اس عوے کی صداقت کے واسطے کافی شہادت دیتے ہیں
 اول وہ احادیث جو فضائل مناقب علیؑ صاحب میں محمد صاحب نے
 بکثرت بیان کیں بحکامات و حالات و ازمنہ مختلفہ مجتہدین و مدعا ایک
 کچھ بھی جان سکتا ہے کہ بلاشبہ محمد صاحب ارادہ تھا کہ سب صحابی خود کو
 قدر اور مرتبہ علی صاحب کا جان جاوین اور میرے مرضی جان لین کہ بعد
 میرے وہی خلیفہ ہوں۔ بھلا کون شخص ہے کہ جسکے حق میں یہ کہا کہ انت
 نے بمنزلہ ہارون بن موسیٰ الانانہ لابی بعدے جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم
 و دونوں میں بالاتفاق لکھا ہے وہ تو خلیفہ نہواور ابو بکر ہو۔ میں جانتا
 کہ یہ حدیث اس باب میں اتی کامل ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کہتے کہ میرے
 بعد علی خلیفہ ہوں تو اوکو بھی کچھ نہایت نہوتے۔ باقی ہے یہ حدیث
 کہ ہارون تو موسیٰ کے روبرو مر گئے تھے یہ محض بناوٹ کی بات ہے
 اور پردہ و الٹا ہے حق پر ایسا تو دنیا میں کوئی تشبیہ نہیں کہ مشبہ اور مشبہ
 یہ ہر باب میں متحد اور موافق ہوں۔ اگر کسی کی چہرہ کو کہیں کہ چاند سا ہے
 تو اس سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ ویسا ہی گول و تنہا ہی بڑا اور ویسا ہی کلف و

اور سب طرح بلکہ تشبیہیں باب میں ہوتی ہے اسی امر میں مناسبت دیکھی جانی
 ہے پس اس حدیث میں صاف صاف تشبیہ نیابت کی ہے کہ جیسے موسیٰ کے
 نائب اور قائم مقام ہارون تھے اویسی طرح علی صاحب محمد صاحب کے نائب ہونگے
 اور پھر نفع بعدی سے کتنا یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بعد محمد صاحب کے علی نائب ہونگے
 الایہ کہ وہ بنی ہونگے وگرنہ سب طرح امر خلافت کے مستحق ہیں۔ پھر اس کے سوا
 جو جو حدیثیں دربارہ یکتائی و یکمختی منقول ہیں ان سے بھی صاف صاف ظاہر ہے
 کہ گویا محمد صاحب و علی صاحب ایک وجہ و دو قالب تھے اور کیوں ایسا اتحاد اور
 محبت اور یگانگی نہ تھی۔ اور منظور ایسے امور کے بیان سے کیا تھا یہ کہ لوگ
 ارادہ اور منشاء محمد صاحب کے واقف ہو جاویں مگر کون شہادتاً۔ دویم محمد صاحب کے
 وہ روایات جو حال مرض الموت میں مسطور ہیں جبکہ ابو بکر کو ناز پڑ جانے کو بلایا
 اوسیں حال کے پڑھنے سے بھی صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ بیشک محمد صاحب
 ارادہ علی صاحب کا نائب بننا منظور تھا اور یہ بات لوگوں کو معلوم بھی تھی مگر
 اسکے ساتھ یہ بھی ضرور دریافت ہوتا ہے کہ برعایت عالیہ صفا انظار الی الاعلان
 لکنا بلکہ ابو بکر کو امام بنایا۔ اس سبب حال ہی میں بھی دریافت ہوتا ہے کہ اس وقت
 امر و ابراہی میں تھا کہ علی صاحب خلیفہ ہوں یا ابو بکر۔ سیوم معاملہ قرطاس
 بھی دریافت ہوتا ہے کہ گو محدثین نے اس قصہ کو مختصر لکھا ہے اور چاہئے اس
 تحریر کو جو محمد صاحب کے ناچاہتے تھے اخراج یهود اور نصاریٰ کا مدینہ سے
 مراد تھا و مگر وہ کسی طور درست نہیں ہو سکتی ہے کہ ایسی جزوی اور چوٹی
 باتوں کے واسطے تحریر ہو۔ شرایع الاسلام اور احکام ضروری وغیرہ کے لئے
 تو مخالفت تحریر ہو۔ اور ایسی جزوی باتوں کے واسطے اس لفظ کے ساتھ
 کہ کہیں تم میرے بعد گمراہ ہو جاؤ۔ حکم تحریر ہو۔ اور پھر شور و غضب در لوگوں میں

جھگڑا اور فساد اس تحریر کے واسطے ہووے۔ اور پھر یہ کہ صحابی کہیں بیماری کا
 کرب زیادہ ہے اور نہریان بکتا ہے۔ اور یہ مرد تھوڑی دیر میں گزر جائے گا
 ہرگز وہم میں بھی نہیں آسکتا ہے کہ مراد اس تحریر سے ایسی چوٹی باتیں ہیں
 بلکہ جب وہ تحریر ناموافق طبع عمر و خیر خواہان ابو بکر و عمر کے تھے جنہوں نے
 روکا۔ اور کلام نالایق اس شخص کی نسبت کہا کہ جسکو وہ رسول جانتے تھے
 اور اس سے پہلے بھی امر خلافت ہے کے باب میں گفتگو و اصرار و طعن و کتاہ ہوا
 ضرور وہی معاملہ خلافت علی صاحب کا تھا اور ضرور محمد صاحب کا ارادہ خلافت
 علی کا تھا اور عائشہ اور عمر وغیرہ بہت سے صحابی اس کا راض تھے۔ پھر موت
 محمد صاحب کے بعد کے حالات کے ملاحظہ سے بھی بخوبی تمام واضح ہے کہ ابو بکر اور
 عمر اور بہت سے صحابیوں نے جو کہہ کیا اور کیا ہرگز ہرگز کوئی ایسا مدار بلکہ بلا تاخر
 جو ظاہر داری ہے کا ہوا ایسا نہ کرے گا۔ جو جو معاملات اور مشاجرات اور
 فتنی اور فساد ان لوگوں نے بطبع دنیا کے اس کی کیا خیال کیا جاوے کہ ہرگز
 ہرگز کبھی کوئی شخص جو محمد صاحب کو نہیں چاہتا ہوا یا نہیں کر سکتا ہے مگر علی صاحب
 نے اس وقت بہت کچھ صبر کیا اور قتل و برداشت کے تو اسوجہ سے بھی ملایق
 خلافت تھے نہ کہ یہ لوگ۔ چارم اور صحابیوں یعنی خلفاء کے حالات اور علی صاحب
 کے حالات کے ملاحظہ سے بھی جو محمد صاحب کے وقت یا ان کے بعد ہوئے
 عبادات میں یا معاملات میں ان سے بھی واضح ہے کہ تقلید اور اتباع اسلام
 و فرمانبرداری محمد صاحب کے ان سب امور میں کسی صحابی کو رتبہ نہیں کہ علی صاحب
 کے پاسک بھی شمار کیا جاوے اور اگر سچ سچ طور پر دیکھو تو ان سب میں ایک صحابی
 انسان تھے سو اسوجہ سے بھی خلافت او علی شایان تھی۔ پنجم اگر لیں وجوہات
 و کمینہ بی طالبی کے سلوک و کورسش و حفاظت اور ہر گونہ خاطر داری اور

محبت و رافت وغیر خواہی میں محمد صاحب کے ساتھ بکثرت تمام ہوئے اور پھر
 علی صاحب کے جانفشانی اور محبت اسکی علاوہ بھائی اور پھر داماد رشید اسکی
 سوا فاطمہ صاحبہ کے حالات اور انکے نسبت جو کچھ محمد صاحب نے فرمایا۔ جنکے
 یہ شوہر تھے۔ اسکے علاوہ حسنین کے باب میں جو کچھ فرمایا اور جہاں سب
 باتوں کے غور کرنے سے مدعا اور مطلب نکلتا ہے اون سبک بھی بخوبی ظاہر
 ہوتا ہے کہ بلاریب علی صاحب سخت خلافت تھے اور کوئی نہیں۔ باقی رہا اہل
 تسنن نے جو وجوہات خلافت بیان کے میں وہ بالکل سن بھیجی تھی اور ایک طرف
 معاملہ ہے تفصیل اوکی اس جگہ دشوار ہے مگر اون وجوہات کو ان سب وجوہات
 کے ساتھ ملا کر دیکھنا اور خود کرنا ضرور ہے۔ ان البتہ دو بات ضرور قابل
 عرض ہیں۔ اول یہ کہ انتظام سلطنت اور بنیاد و بستان اور جہاد و قتل
 غیر مذہبون کا جیسا دونوں اول خلیفوں نے کیا نہ عثمان حسنا سے ہوا نہ علی حسنا
 سے بلکہ علی صاحب کے وقت میں بہت کچھ بربادی اور تباہی ہو گئی اور امر
 خلافت انہی سے سمیٹا اگرچہ بعض مجاری حالات ایسے بھی ضرور تھے کہ امر خلافت
 اس وقت یہ نسبت خلفاء اول کی شکل بھی تھا۔ دویم یہ کہ یہی ابو بکر اور عمر اور
 عثمان اور معاویہ و عشرہ مبشرہ وغیرہ بہت سے صحابی تھے جنکے دلوں کے
 حال اونکے حال و چلن سے صاف ظاہر تھے خصوصاً بعد فوت ہونے پر، جیسا
 کہ بخوبی تمام ظاہر ہو گئے کہ جو کوئی ذرہ بھی غور سے دیکھے معلوم کریگا کہ یہ لوگ
 سطلق ایماندار نہ تھے محض دنیا کا لالچ تھا ایسے ایسے کام کئے کہ اونکا ذکر فضول
 ہے مگر ایسے ہی لوگوں کے مناقب اور تعریفات کثیر اگرچہ پشلی علی صاحب کے
 نہیں مگر بہت کچھ محمد صاحب نے الہام الہی کے دعوے سے اور خود سے
 تراشیں اسکا نتیجہ آپ بھی نکال سکتے ہیں۔ والسلام، جون ۱۸۶۵ء

مولوی صفدر علی صاحب جو کرشنجن ہو گئے اور خجکایہ خط ہے بڑے متحد گزار
او و صاحب پر ہنر اور شعوبہ بنی تھے اور قریب تین برس کے مجسما و روضہ
مقابلہ خلفاء ثلاثہ میں گفتگو ہوئے اور کہنی او کے زبان سے بحر فضائل خلفاء
کہ نہ سنا اگر حب وہ کرشنجن ہوئے اور تعصب پر طرف ہوا تو میرے استفسار پر
یہ جواب دے مخون نے دیا اب صاحبان انصاف غور فرماوین کہ فضائل خلفاء
ثلاثہ میں جو اہتمام کیا جاتا ہے اور ان کے بزرگیوں کے ثابت کرنا میں اہتمام
فرید ہوتا ہے اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ اور ملاحظہ ہو کہ مولوی صفدر علی صاحب
نے کیا آخر کو نتیجہ نکالا ہے۔ افسوس نہر افسوس نبوت باطل ہوا اس کا
غم نہیں مگر خلفاء ثلاثہ کے بزرگی بنانے پائے اور نہ جانے پائے۔ مولوی
صفدر علی صاحب نے جو بوجہ تعصب مذہب عیسوی جناب رسول خدا پر اعتراض
کیا ہے کہ حضرت نے اکثر صحابہ ثلاثہ کے مناقب اور تعریفات کثیر بدعوے
الہام الہی کیں حالانکہ وہ قابل مناقب اور تعریف نہ تھے سو یہ کوئی اعتراض
نہیں ہے جناب رسول خدا نے جیسا ظاہر اصحاب ثلاثہ یاد گیر صحابہ کا پایا اور
اعتبار پر اور نکوسر اہل الاحیاء انہوں نے اپنے انجام تک کے واسطے دریا
کرنا چاہا تو اس کا بھی جواب دیدیا کہ اگر تم میرے بعد احداث دین میں کرو گے
یا فتنہ و فساد پیدا کرو گے تو مجھے علیحدہ ہو جاؤ گے کچھ اور احادیث
کو ہم اسکے پہلے نذر ناظرین کر چکے کسی عادل کا یہ کام نہیں کہ اپنے علم سے
بلا طور و قصد و خطا کیسی سعی ظاہرے کو مردود کرے ورنہ ایسا الزام
تو سوا خدا پر لگ سکتا ہے کہ شیطان کو جب کسبت حق تعالیٰ کو علم تھا
کہ کسشی اور سرتابی اور نافرمانی کر لگا اور بالآخر تمام نبی آدم کا بیگانہ والا ہو
گیوں غرت دی اور اگر اسپر بھی مولوی صفدر علی صاحب کے تسلی نہ تو اعمال

رسولوں کے کتاب محمد جدید سے کھول کر باب نکالیں اور آیت ۲۶ پڑھیں اور
 پھر باب ۱۱- آیت ۲۲- ۲۳- ۲۴- اور نیز باب ۱۱ اور ۱۲ کو پڑھیں کہ
 یسوعیسیٰ جبکہ رسولوں نے برناباس یعنی نصیحت کا بیٹا نام رکھا تھا اور جن
 رسولوں نے یہ نام دیا تھا وہ سب مدوح القدس سے سمور تھے اور وہ
 برناباس برا نصیحت اور وعظ کرتا رہا اور سرآمد رسول تھا مگر اب عیسائی
 اس نصیحت کے فرزند کو کیا کہتے ہیں اور کیسا ملزم ٹھہرتے ہیں جو جواب
 مولوی صاحب اپنے اول رسولوں کے بچاؤ میں جنہوں نے روح القدس
 سمور ہو کر یسوعیسیٰ کا نام برناباس رکھا تھا تجویز کریں وہ ہماری طرف سے
 بچے جناب سولڈا کے حفظ کے لئے سمجھیں بعد ملاحظہ فرمے اس تحریر کے جناب
 معمولی صاحب قبلہ و کمیہ جناب مولوی سید علی حسن صاحب نے جو ارقام فرمایا وہ
 میں واسطے ملاحظہ ناظرین کے گذارش کرتا ہوں وہ ہذا اکثر العمل و طریق
 میں تو یہ لکھا ہے کہ ثانی آپ کے جب خدمت اول میں واسطہ تجویز کسی امیر کے
 بجائے پیاسہ کے حسب درخواست انصار کا گئی تو اول میٹھے کان رسولڈا
 کے ریش کیف یعنی گتے ہوئے ثانی کے جو آنکھ رسولڈا کی مفروض ہوئے
 ہیں پڑے اور کہا جتھے موت آوے تیری ماں تیری ماتم داری کرے یہ
 خیال نکلیا کہ جب یہ سر سیکے تو نقصان کے آنکھ کو پونہ چھ کا اور پیر وایت
 کنبرا عمل حضرت عباس عم پیغمبر خدا نے غضب کیا اور براہ غضب آپ کے
 ثانی کو بلفظ و غضب لہ نظر انگ کہا یعنی خدا جتھے ختنہ گاہ تیرے ماں کا کر
 واقع میں فقرہ سے مناسب آنکھ کے ساتھ لکھتا ہے مشہور ہے
 کہ اول ناخبر نسبی دار و اب ثالث کا حال سننے بعد دل قرار دے جانے
 ہیں کہ جنگ حدین منجملہ قارین یہ بھی تھے ثانی تو آپ کے چونکہ آپ کے

نزدیک بمنزلہ بصر خباب پیغمبر تھے پہاڑ پر ہباگ کے چڑھ گئے اور ثالث
جو آپ کے بھاگے تو تین دن تک اونکا پتہ نہ تھا جب تیسرے دن آئے
تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تم بہت دور چلے گئے یعنی
گمراہی ستاری بڑھ گئی کما فی التفسیر الکبیر للزاری اور کتاب شرح وقایح
میں بمقام خمس لکھا ہے کہ حضرت نے اولاد ہاشم و مطلب کو خمس دیا اور
اولاد عبدالمطلب بررگ یعنی امتیہ کہ اوسین عثمان مین اور اولاد نوفل کہ اوسین
جبرین مطعم تھا خمس نہ دیا عثمان نے عرض کی کہ اولاد ہاشم کے بارہ مین
تو ہم کلام نہیں کر سکتے کہ آپ کی جبت سے اونکو شرف ہے لیکن اولاد
مطلب سے تو ہم کم نہیں آپ نے ہمیں خمس مین کیون شریک نفرمایا حضرت نے
ارشاد کیا اولاد ہاشم اور اولاد مطلب دو دنوں نے میرا ساتھ دیا حال
جاہلیت اور اسلام میں اور مجھ کو تین چوڑا اور آپ انگلیوں کو ایک تھک دو سر ہاتھ کے
انگلیوں کے درمیان میں اخل فرمایا اور اشارہ کیا کہ اسطرح یہ چارے ساتھ رہے فقط
اب فرمائیے کہ اگر واقعی صدق قلبی سے کار طلب کرتے اور قلب نیکو گئے
تو رسول خدا سے کیونکر تین دن تک جدا رہتے نہ تو کان کو نداے رسول خدا
سنائے دے اور نہ آنکھ کو بنیائی رسول خدا دکھائی دی اور نہ دل نے
صاحب دل کا ساتھ دیا اسکی پرکشش روز جزا ان تینوں سے ضرور ہو گئے اور
اسی لئے آپ اس کے معنی فرمادے کہ کان سے اور آنکھ سے اور دل سے
بروز حشر سوال کیا جائے گا۔

چہٹوین شہادت ۱۰۲

اتمام اور افترا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہر گز با امان
الی آخرہ نہیں فرمایا اور رسالہ اولہ نقیہ میں جو کچھ بیان ہوا وہ اس کے

کہ اگر امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمودہ ہمارا امامان کا صحیح سمجھ کر ملتے ہیں
 دلیل لی ہے تو پوری عبارت کو کام میں لائیں یہ قرار کسی کا نہیں ہے کہ
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو بکر اور عمر کو امام اور عادل اور مصنف
 قبول کیا تھا ہر محل اور موقع کو پہلے دیکھنا چاہئے کہ اصل اس مضمون کی
 کیا ہے اور اہل تشیع نے کس موقع پر اور کس نے اس مضمون کو نقل کیا ہے
 اور غتر بود کرنا دوسلر مری بھلا ہو سکتا ہے کہ صاف صاف اور صریح
 امام جعفر صادق علیہ السلام ابو بکر اور عمر کو عادل فرماتے پھر اہل تشیع
 جو پیرواد حضرت کے ہیں اور کہتے ہیں کہ جعفری بائیں گہ خدا خواہی
 ورنہ در ہر طریق گمراہی کہ وہ خلاف کہتے یہ صرف مصنف کی سمجھ کے غیبی ہے
 صاحبان انصاف اسکو غور کریں کہ اہل حق نے شاید بضرورت ثبوت
 تقیہ اس مضمون کو کتب اہل سنت میں پا کر نقل کیا اور جب اوسپر تعرض
 ہوا تو اولہن ہوئی مگر در اصل کوئی اصل اسکی نہیں ہے علم کلام کی کتابوں کو
 چنوں کے کسی کتاب حدیث میں یہ مضمون دکھلایا جائے تو البتہ جوابی
 دیا جاسکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کہی کسی حدیث کی کتاب میں یہ مضمون نہیں
 نکلے گا اور ہر کو جواب دینے کی تکلیف نہوگی۔

صفحہ ۱۰۶ تیسرے دلیل کی تحت

یاد رکھنے گا اور گریز نہ فرمائے گا کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کیا وجہ ہے
 کہ کسی عبارت حدیث کا ایک ٹکڑہ لیا جائے اور دوسرے ٹکڑہ غلط ٹھہرایا جائے
 جان جان آپ بھی پوری عبارت سے گریز کرینگے یہی آپ کی مافی ہو
 دلیل آپ کے قائل کرنے کو پیش ہوگی۔

صفحہ ۱۰۸ ساتویں شہادت

میں زیادہ گفتگو اس شہادت کی بابت بکر کے صاحبان انصاف سے چاہتا ہوں
 کہ آخر فقرہ عبارت خطبہ کو وہ ملاحظہ کریں جتنے آدھوں کو شاخ در شاخ
 راہونین چوڑا گیا کہ نہ گمراہ ہدایت پاتا ہے نہ راہ پائے والا یقین حاصل
 کر سکتا ہے اور سچے لین کہ ایسا شخص قابل تمسین ہے یا بفرین اگر ایسا
 شخص جو مسلمانوں کا ہادی بنیاد راہی ہوئی راہوں میں اونکو چوڑی دی
 تاکہ وہ نہ تو ہدایت ہے پاسکین کہ کون سے راہ بہشت میں پونچنے کی ہے
 اور جو بوجھ کسی راستہ پر آجائے تو بھی اوسکو یقین نہوتا کہ اوس راستہ
 پر بلکہ کئے چپے قابل انعام بہشت کے ہو تو فیما ابو بکر کے نسبت سمجھ لین
 کہ جناب میرٹو ٹھیک سمجھا اور اوس گمراہ کرنے والے کے لئے دعا کی
 کہ وہ بہشت میں جائے اور جناب میرٹو کو جو مسلمان اور غیر مسلمانوں میں
 ابتدا سے آجک مدوح ہیں ملزم ٹرائین اور اگر جناب میرٹو علیہ السلام کو
 عادل اور مدوح فضائل بیحد و لا احصا سمجھتے ہیں تو جیل نام پانے کا
 حضرت نے ابو بکر کو سختی سمجھا ہے خود تجویز فرما دیں اور شروع سے آخر تک
 جو مطلب نکال سکین نکال لین میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ صریح طعن ہے حبیب
 میں ایک ظالم کے نسبت کہوں کمشلاً اور نگ زیب کے حق میں کہ خدا
 رحمت کرے اوسپر کہ اوسنے اپنے باپ کو قید کیا تھا بایوں کو مرواوا
 بیٹوں کے ساتھ بدسلوکی کے اپنے مذہب کے شیوع ہیں اہتمام
 ہنو کیا ہندون کے شوالہ ٹورواوے اور آخر کو دین اسلام پر جان و
 اور لوگوں اور اپنے خاندان کو ایسے راہوں پر چوڑا گیا کہ سلطنت
 تیموریہ برباد ہو جاوے تو سمجھنے والے کیا کہیں گے اور کیا مطلب لینگے فقط
 صفحہ ۱۰ اسطر دوم متعلق بہ فقرہ اور بدعت کو دور کیا

بناب عمومی ام مولوی سید علی حسن صاحب قلم فرمایا ہے کہ مخلفات متروکات کو
کتنے ہیں لہذا یہ معنی ہونگے کہ سنت پیغمبر کو قایم کیا اور جو را بدعت کو
صفحہ ۱۱۵-۱۱۶ میں شہادت میں متعلق بہ فقرہ کتاب کشف الغمہ

یہ روایت کتاب کشف الغمہ میں کتب احادیث اہل تشیع سے منقول نہیں ہے
بلکہ صاحب کشف الغمہ نے ابن جوزی سے کہ شاہیر علماء اہلسنت سے
اس روایت کو نقل فرمایا ہے بس اس روایت سے کہ جبکی اصل کتب احادیث
امامیہ میں نہیں ہے کشف الغمہ میں درج ہونے سے مسلمہ شیعہ نہیں ہو سکتے
سیلے کہ خود مصنف کشف الغمہ نے لکھ دیا ہے کہ میں نے اس کتاب میں اکثر
روایتیں اہلسنت کی کتابوں سے لکھی ہیں علاوہ اسکے راوی بھی روایت مذکور کا
عردہ ابن عبد اللہ ہے اور کتب رجال سے ظاہر ہے کہ یہ شخص شیعوں کے
راویوں میں سے نہیں ہے

متعلق صفحہ ۱۱۹ سطر ۲ فقرہ محض نادانی ہے

دیکھئے حاشیہ - صفحہ ۱۰۶ کیون مولانا یہی آپ کی دلیل بمقابلہ شیعوں ہوئی ہے۔
صفحہ ۱۲۶ حقون شہادت

عقب جناب مولوی سید محمد علی علیہ النضاح نے اپنی اوقات کو ضایع فرمایا ہے
اور اس قدر خامہ فرسائی کے ہے ہرگز ہرگز کتب احادیث میں یہ حدیث
جس کو مولانا نے بڑی دھوم دھام سے اقام کی ہے نہیں ہے بلکہ یہ کہ جان پر بحیف
اسکی ہوئی کہ چاندی تلوار پر لگانا جائز ہے یا نہیں وہاں ثبوت جہاز میں
یہ حدیث کتب اہلسنت سے لے گئے اور کتب حقہ میں درج ہوئے مراد
صرف یہ تھی کہ تلوار پر چاندی لگانا جائز ہے اور خود شیعوں کے یہاں یہ
حدیث موجود ہے اور قبول حدیث میں صرف وہاں تک اقرار تھا کہ یہاں

ملواری پر چاندی لگانا جائز تھا نہ کہ ساری حدیث اور جیکہ سینوں نے یہ دیکھا
 کہ یہ حدیث مان لی گئی تو اس خیال کو تو دور کر دیا کہ کس مطلب کے واسطے
 مانی گئی تھی لگے ثبوت فضیلت ابو بکر میں پیش کرنے میں یو چہتا ہوں کہ ایک
 ہنومان مدعی کھڑا ہوا اور یہ دعوے کرے کہ جبل ہمالہ میری ملکیت ہے
 اور ادسپرمادیو نے بالجبر قبضہ کر لیا ہے لہذا بیدخل کیا جائے اور مہادیو
 مدعا علیہ جو ابہری کے وقت یہ کہے کہ جبل ہمالہ ملکیت مدعی نہیں ہے اور مدعی کے
 باپ کا ایک خط موسومہ عم مدعی پیش کرے اور اسکی یہ عبارت ہو اپنے
 اجداد جب گجرات سے آئے۔ تو مہادیو کے پردادانے بڑی مہربانی کی
 اور ہکو جبل ہمالہ پر جگہ دی اور بڑی رعایت کر کے بہت ٹوڑا محصول مقرر کیا
 مگر مہادیو نے باپ نے وہ رعایت چور دی ہے اور چوگونہ محصول مانگتا ہے
 اور در صورت عدم قبول کتا ہے کہ ہمارا چوڑا دینا تمام جلد آؤ۔ مہادیو کا
 باپ معلوم نہیں ہوتا کہ اپنے باپ کا اصلی بیٹا ہے اسواسطے اسنے خلاف
 اپنے باپ کے عمل کیا ہے۔ اور اس خط کے پیش ہونے پر مدعی مقدمہ ہار جا
 اور قصہ رفع دفع ہو پھر در میان مہادیو اور اس کے ایک جدی بہائی کے
 یہ دعوی ہو کہ کوہ ہمالہ ہمارے ملکیت میں ہے اور ہمارے مذہب کے
 موافق اولاد جائز قبضہ رکھنے کے مستحق ہے مگر ادسپرمادیو قابض ہو گیا ہے
 جو غیر صحیح النسب لہذا وہ بیدخل کیا جائے اور مہادیو کے باپ کے غیر صحیح النسب
 ہونے کے ثبوت میں وہی خط پیش کرے جسکو ہنومان کے دعوے کی تردید
 میں مہادیو نے پیش کیا تھا اور یہ محبت کرے کہ اس خط کو مہادیو نے سچا
 اور صحیح سمجھ کے پیش کیا ہے اور اس میں صریح لکھا ہے کہ مہادیو کا باپ
 حرامی تھا تو اہل انصاف مہادیو کے باپ کو حرامی قرار دے دینگے اگر نہیں

پس بطرح اس حدیث کا معاملہ ہے جانتک جواز لگانے چاندی کے متعلق حدیث مذکور ہے وہاں تک حجت الزامی دینے کے لئے جیسا مہادیونے خود خطا ہونے کے بعد اگلا پیش کیا تھا یہ حدیث پیش کی گئی ورنہ دراصل حدیث مقبول نہیں ہوتی چنانچہ ہم خود مصنف کتاب ہذا کے عبارت صفحہ ۱۰۶ سطر ۱۹ کو پیش کرتے ہیں کہ جناب مولوی مہدی علی صاحب صفحہ ۱۰۶ کے سطر ۱۹ میں کیا لکھا ہے اور صفحہ ۷ کے آٹھویں سطر میں کیا ارقام فرمایا کہ یہی حلقہ حیدری کو مستند قابل استدلال قرار دیا کہ یہ اپنے مطلب کے مخالف پاکر گریز کیا کہ شیعہ کے لکھے ہے حالانکہ گو مصنف شیعہ تھا الا عمد عالمگیر میں اوسنے حلقہ حیدری کو لکھا تھا اور ماخذ اوسکی کتاب تصانیف اہل سنت تھا اوسپر لحاظ نہیں ہے اور شیعہوں سے یہ شد و مد ساری حدیث کی عبارت مبنی انا چاہتے ہیں — صاف صاف یہ ہے کہ یہ ساری حدیث غلط ہے اور آپ کے مقابلہ میں تلوار پر چاندی لگانے کی بھٹ میں جو پیش ہوئی ہے اوسے ہمیں لازم نہیں کہ متاری حدیث کو مان لیں اور حدیث بھی کیسی کہ جسکی مصنوعیت اوسکے الفاظ سے ٹیک ہی ہے کہنا آتا حضرت امام صادق م سے پوچھے اور حضرت امام ابو بکر کا حوالہ دین بھلا شیعہ اسکو کیونکر قبول کریں گے کہ یہ حدیث امام جعفر صادق م کی ہے اسواسطے کہ سائل جبکہ شیعہ تھا اور اوسنے امام برحق و بحق ناطق سمجھ کر پوچھا تو اوسکے جواب میں صرف استقراء ارشاد میں تھا کہ ہاں چاندی تلوار پر لگانا جائز ہے یہ کسی شیخی نے گڑھی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق م نے ابو بکر کو صدیق کہا اور طرہ یہ ہے کہ جب سائل نے رد کا تو آب غضناک بھی ہوئے اسے سبحان اللہ دیکھئے یہاں سبحان اللہ بمبیا خذہ منہ سے نکل گیا ہے جیسا قطب منج البلاغت میں خدا انعام کر کے فلان پر جناب میر علیہ السلام نے فرمایا ہے

و خود قرآن میں مولو صیاحب یاد کریں کہ حقیقتاً ہی فرماتا ہے ذق انک انت
لعن ذالک یم کیا وہ جہنمی غریز کریم ہو جاوے گا

صفحہ ۲۹ اسطر ۷

کہیں نام بھی حضرت کلثوم کا نہیں ہے اور اس واسطہ یہ اعتراف اگلی ہی ہوتا تو کیا
ایضاً اسطر ۱۹

تذکرہ ام کلثوم بابت فاطمہؑ نہیں ہے اور ابن ماجہ اور ابن اود وغیرہ لکھتے ہیں کہ کلثوم دو
تہیں ایک کلثوم دختر اسب سے ام کلثوم دختر علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ
بس نکاح ہوا دختر علی کا ہمراہ محمد سپہ جعفر طیار اور نکاح ہوا دختر اسب کا ہمراہ محمد
صفحہ ۱۲

ثبوت نکاح حضرت ام کلثوم

یہاں تک کوئی وجہ ثبوت بابت حضرت کلثوم بنت فاطمہ علیہ السلام نہیں ہے
ایضاً فقرہ چوتھا

مجالس المؤمنین کو ملاحظہ فرمائے۔

صفحہ ۱۳۱ حیوان ثبوت

واسطہ نکاح حضرت ام کلثوم دختر حضرت فاطمہ یہ ثبوت نہیں ہے۔

صفحہ ۱۳۲ پہلی سند

یہ صرف ملے ہے۔

صفحہ ۱۳۳ تیسری سند

چہ بک بک فضول ہے جیکہ تعلق بہ کلثوم دیگر ہے۔

صفحہ ۱۳۴ دوسری دلیل

بھی تک تو ثبوت پیش نہیں ہوا۔

صفحہ ۳۵ چوتھی دلیل

ابھی تک کہیں ثبات نہیں ہوا کہ دختر حضرت فاطمہ کا ذکر ہے البتہ چرب زبانی کی چاہیے جسے بھی تعریف کر لیجئے۔

صفحہ ۴۳ بعد اشعار

اسکے یہ معنی اگر اپنے دل میں جناب لوی سید مددی علیہا نصاحب بہادر نے ٹھہرائے ہوں کہ اوصاف حضرت علی کے نہ تھے تو محبت عمر سے بعید نہیں مگر یاد رہے کہ در صورت عدم قبول دشمنان با سیرم تکزیب سولہ الام کی ہو ایضاً یا نجوین دلیل

۱۔ کاکت کو بخت نکاح دختر حضرت فاطمہ سے کیا واسطہ۔

صفحہ ۴۴ انون شہادت

کیا خوب شہادت پیش کئے گئے ہے اور کیا کیا نشانی اور بناوت ہوئی ہے مگر میں کیوں زیادہ اپنے اوقات کو رائگانہ کہوں اسلئے کہ مولوی وحید الدین احمد خان صاحب سنیہ المذہب نے اپنی کتاب تحقیق مذہب سنی میں انکار کیا ہے کہ حضرت کلثوم بنت علی کا نکاح نجلی خلیفہ سے نہیں ہوا اور اس واسطہ اوسی کتاب کے عبارت نقل کرتا ہوں۔ وہوا ہذا۔ رائے ہماری اس بات پر قرار پھرتی ہے کہ ہرگز شادی خلیفہ دویم کے ساتھ ام کلثوم دختر ازبطن سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی نہیں ہوئی تھی جناب رسول خدا نے ۱۲ ربیع الاول سالہ ہجری کو بروز دوشنبہ بروایت اہل سنت انتقال کیا اور مدت عمر حضرت فاطمہ بعد رسول خدا چھ مہینے سے زائد نہیں ہے اور ابو بکر نے عمر ۶۳ سال آخر شہر جمادی الاول ۱۳ میں موت پائی تو سترہ سالہ عمر خلیفہ ہوئی اور انہوں نے ہی ۶۳ برس کی عمر میں ۶ ذی حجہ ۳۳ کو دنیا سے کوچ کیا اور سنی کہتے ہیں کہ

عمر ۲۰ سال کی عمر میں خواستگاری حضرت کلثوم بنت حضرت فاطمہؑ کی تھی اور حضرت کلثوم اس قدر کم سن تھیں کہ مجلس خلافت میں زانو عمر پر بیٹھیں تو مقام غور ہے کہ حضرت فاطمہؑ جو سلسلہ عجمی کے رمضان یا شوال میں خلد بریں کو سدہارین تھیں ضرور ہوگا حضرت کلثوم بھلا قبول کیا جائے کہ اوسیدن پیدا ہوں تھیں تو سن ۲۰ میں جب عمر عمر کے ۲۰ سال کو پونجی تھی حضرت کلثوم کی عمر کیا نو برس کی نہ تھی اور ۹ برس کی لڑکیاں عرب میں بالغہ ہوتی ہیں چنانچہ تحقیق ہو سکتا ہے کہ حضرت فاطمہؑ کا نکاح کس عمر میں ہوا تھا حالانکہ سنہ میں حضرت کلثوم لا اقل گیارہ برس کے تھیں اس واسطے کہ حضرت بروقت وفات جناب سولہ ام حاملہ تھیں اور حضرت محسن حل میں تھی اور اس سے اقرار داری جناب لوی مہدی علیہ السلام بہادر کے ثابت ہوتی ہے سوا اسکے بخمکہ ت معتدہ اہل سنت کی کتاب ہمت السعدا میں بھی مرقوم ہے کہ ام کلثوم دختر ابو بکر و دو مادرش اسمائت عیسٰی کے اول زن جعفر طیار بود باز نکاح ابو بکر در آمدہ از ابو بکر پس زایید عبد الرحمن نام و یک دختر زایید بعد از ان نکاح علی ابن ابیطالب در آمدہ ام کلثوم ہمراہ مادر آمدہ عمر بن الخطاب نام کلثوم دختر ابو بکر نکاح کرد۔ اس عبارت کو بھی جناب مولانا سید محمد علیہ السلام بہادر کے تحریر بلا دروغی سے اہل انصاف مقابلہ کریں فقط ۶

ختم

اس پر مجھے یقین نہیں تھا کہ جو کچھ میں نے کتاب آیات بیانات کی حاشیہ پر لکھ دیا ہے وہ حدود محدودہ کے باہر جا گیا جنکے اصرار سے لکھا گیا تھا اونکے سوا کوئی اور دیکھ لگا کر اپنے خیال کے خلاف اب لکھتا ہوں کہ مولوی سید عابد علیہ السلام طبع شام عشری لکھواؤ کو واسطہ نفع اپنے ہم مذہبوں کے چہا پتے ہیں لہذا اختیار

طعن و طنز کی بوجہ ہر تو ایک طرف خود اپنی ہے مذہب کے علما دین دامن اللہ
 فیوضہم کے اعتراض کا ڈر ہے اور جو میری تحریر پر اون کی گرفت ہو ہر آئینہ
 بجا ہو گئے اس لیے کہ جس کو اخبار امتہ پر کمال درجہ کے آگاہی نہوا و سکو میداں
 بحث و جدال میں نہ آنا چاہیے سو او سکو میں نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا اور
 اون امور کو جو لائق رد و نفع علماء کرام اور فقہاء فہام ہیں جہان کا تاز
 چور کراوینیں دخل نہیں یا اور اپنی گفتگو کو وہیں تک مقتید رکھا جاتا تک
 جناب مکریت ماب مولوی سید ممدی علیٰ انصاحب بہاورد نے اپنی رائے
 انصاف میراے کو دخل دیا تھا تاہم مجھے افسوس ہے کہ ہر گاہ ہر قول کا
 جواب ہو سکتا ہے اور کلمہ حق سے ہی دنیا میں کسی شکر کا قائل ہونا ایسا
 نہیں تو جو کچھ میں نے لکھا وہ بیکار ہے مگر خیر جو ہوا سو ہوا اب میں چوتھی
 بات لکھا ہوں کہ ہر گاہ حضرات اہل سنت و جماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب
 رسول خدا صلعم مثل حضرت داؤد و سلیمان علیہم السلام کے بادشاہ اور
 رسول دونوں تھے اور امامت منجانب تہذیبیں مگر بلکہ بضرورت اپنے
 انتظام کے کافہ انام پر فرض ہے کہ جس کو لائق جا میں اپنا خلیفہ اور رئیس
 گردانیں از روہ فرض ہے ایسا کہ اب او کی بیا آوری باقی ہیں رہی
 بتقصائے وقت اپنے حفظ و سلامت کے لئے مسلمانوں کی بڑی جماعت نے
 بعد جناب رسول خدا صلعم پہلے ابو بکر صدیق کو خلیفہ بنایا اور اون کی حکومت
 کے آگے سر نہوڑایا اور پھر صداقت ماب کی وصیت کے موافق عمر فاروق
 کو اور پھر اپنی رائے سے عثمان باجیا کو رئیس گردانا اور اون کی اطاعت
 میں اپنی گردنوں کو خم کیا یوں ہی جناب میر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب کو
 جنہیں ہم اپنے خاندان اور اعتقاد سے منجانب تہذیب ہم برحق جانتے اور مایاں

ملاحظہ ہو سرانجام
 مولوی شاہ عبدالغنی
 علاوہ بری کتابوں
 ملاحظہ ہو مشہور
 اثنا عشری و باب
 باب الامامہ

ظاہر ہی خلیفہ قرار دے لیا اور جب آخر کو اپنے دُند بھونکے معاویہ بن ابی سفیان نے
 بلامرضی لوگوں کے اپنے کو خلیفہ ظاہر کیا تو لوگوں کو بوجہ غلبہ و راہی راسے کیسے خلیفہ کتریکو
 مجال ہو حلقہ بگوش ہو گئے اب چاہے معاویہ کو بادشاہ امیر سلام کوئی سکے یا خلیفہ
 جانے یا صدیق اکبر اور فاروق اعظم یا ذوالنورین کو خلیفہ و نائب جناب رسول خدا صلعم
 کیے مگر نتیجہ ایک ہے کہ وہ منصب و شاہت جناب رسول خدا صلعم کی حامل تھی اور خلق اللہ
 یا مسلمانوں کی جان و مال کے محافظ اور ان کو ارکان اسلام پر بھروسہ تھی قائم
 رکھنے والے تھے اور جہاں تک رسول خدا صلعم کو حق تعالیٰ سے واسطہ تھا اور اگر
 خلفاء کبار سے واسطہ تھے سو شیعہ کے منکر نہیں ہیں ضرور خلفاء ثلاثہ اور حادیہ
 کو فرمان روا قبول کرتے ہیں وراہل سنت نہ ان کو ولی اللہ کہتے نہ امام نہ جناب اللہ
 نہ محض اسرار الہی نہ معدن الیم رسالت بنیاسی مگر ہاں ان کو عادل و عمقا د کرتے
 ہیں اور شیعہ عدل کے منکر ہیں سو ان کو اختیار ہے کہ نہ مانیں بہت سے
 بادشاہ ان کے پیلے اور پیچھے دنیا میں ہرگز رسے کوئی عادل تھا کوئی ظالم
 اور ان کی مدح اور قدح میں کوئی جبرم نہیں سمجھا جاتا ایسا ہی اول تینوں
 اولی الغرم بادشاہوں کا بھی حال ہے جبکہ نہ خدا نے اپنے احکام کو نبھانے کے
 واسطے یا جو احکام اپنی نبی برحق کی معرفت نبھنا چکا تھا ان کے منغے بتلا کر
 واسطے مامور فرمایا تھا اور ان کو مؤول فرمایا تاکہ ان کے منغے بتلا کر
 صلعم کے حیات میں رسول خدا صلعم کے مدد کی مصاحبت کی اور ان کے خدمات
 ان امور کے سرانجام میں جو منجانب حق تعالیٰ تھے مشکور ہوئیں اور
 حق تعالیٰ نے خلاف اعتقاد اہل شیعہ چاہو یہ وعدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ قیام قیامت
 راضی ہی تو ہی موافق گمان اہل سنت خدا نے ان بیچاروں کو کہ جن کو ان
 اولی الغرم خلفاء سے رنج یا دکھ پہنچا منع نہیں کر دیا کہ ان کے جبر و ظلم کی فریاد

نکرین اور جو افعال اون سے صادر ہوں اور کو مثل حق تعالیٰ کے قدرتی کاموں
 عدل سے معمور اور انصاف سے بہرہ ور سمجھیں اور چون چیز نکرین اور حجب
 اون کے شکایت سے کوئی ممنوع نہیں ہے تو شیعہ اگر اپنے کو ستم رسیدہ یا مظلوم
 سمجھ کر خدا کے حضور میں عرض کریں کہ بارالہ! تو اون سے ناراض ہو تو کوئی
 مقام انتقام اعتراض کا نہیں ہے ہر کراور دے رسد ناچار گوید واسے را
 اگر قبول حضرات اہل سنت اور خلفاء سے حق تعالیٰ تاقیامت راضی ہو چکا
 تو وہ اب کا ہی کو ناراض ہونے لگا پر کسی جگہ ٹرے اور لڑائی کی کون بات ہے
 کمال افسوس ہے کہ بحث وجدال کر کے ایک گروہ مسلمان دوسرے گروہ کو بیدار
 قرار دین ہر گاہ جناب سالت تاب کے حق میں غیر مسلمان جو چاہتے ہیں
 کہتے ہیں اور تمام مسلمان اسکا اعتقاد اور ایمان رکھ کر کہ رسولی و استنباب
 خدا برحق تھے کہنے والوں کی زبان نہیں روک سکتے تو پھر اون کے نسبت
 جو خدا کے حضور میں ایسی ہی ہیں جیسے ہم اسکا اہتمام کہ اون کے شان میں
 کوئی کچھ نہ کہے الزام نہ دے نہ کو سے لینے چاہے اگر وہ پیش خدا چھ ہیں اور
 جو اچھا سمجھے سمجھے علیٰ ہذا جبکہ اہل سنت جناب رسولی و اکو برحق جانتے ہیں اور
 امامت کو استنباب خدا نہیں سمجھتے تو ہلوگون کو بھی زبردستی سے منوانا ضرور
 نہیں ہے اس کے سوا ہمارے خود ایمان میں ہے کہ اصول دین پر دلائل عقلی سے
 ایمان لائے نہ اخبار اور روایات سے اور اسی صورت میں ہم کو تمام تر اسکا
 اہتمام کرنا چاہیے کہ دلائل عقلی سے جو تہ اصول دین کو ثابت کریں
 جانتک لکھا جائے لکھ کر اہل سنت ہی نہیں غیر مسلمانوں کو سنا دین اور
 حقیقت دین اسلام کے پیش مخالفین اسلام اور وجود حق تعالیٰ کا دہرہ
 پر ثابت کریں نہ کہ خانہ جنگی کر کے ایک ہاتھ کو دیندار اور دوسرے کو بیدین

ثابت کر نیکی فکر میں ایسے لڑائی لڑیں کہ دین اسلام پر حرف اُٹے غرض کہ
 میرے چہوٹے سے منہ سے بڑا التماس ہے کہ آپ کے اتفاق کو تمام مسلمان
 چہ سنی اور چہ شیعہ جہان کا تہان چوڑیں آپس میں نہ لڑیں اور جنگ و جدل
 کلام کا ہو مخالفین اسلام سے کریں شیعہ دیکھ لیں کہ جنگ و جدل امام پنجاب خدا
 مانتے ہیں سنیوں کے نزدیک بھی ان کے بزرگی مسلم ہے چاہو معصوم نہ کریں
 اور سنی شیعہ کو معذور کریں اس لئے کہ جنگ و جدل معصوم یا پنجاب اللہ
 امام نہیں کہتے دن پر کوئی الزام اگر قائم کیا جائے تو کیا نقصان ہی نہیں ہے
 بادشاہوں پر الزام لگتے ہیں فقط

خاتمة الطبع

الحمد للہ کہ یہ کتاب مستطاب سما و بدلائل ساطعہ و براہین
 قاطعہ و حجج قویہ بحوالہ کتاب آیات بنیات
 مصنفہ جناب مولوی سید محمد یعلینان بھادر الموم تعریف
 جعفری یکے از مصنفان فاضل کامل جناب مولوی سید غلام حیدر
 خان صاحب سبج بھادر ام اقبالہ تبار پنج بستم ماہ جمادی الاول
 ۱۳۰۳ھ در مطبع اثنا عشری باہتمام کمترین سید عابد علی طبع شد

